نظام المدارس پاکستان کے نصاب کے عین مطابق

اسلامی اخلاقیات تجارت سوالاً جواباً

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

مرتب

مفتی شہزاد احمد سجاد

پرنسپل جامعہ حسینیہ

جامعہ حسینیہ غوثیہ کالونی علی پور چٹھہ

اسلامی اخلاقیاتِ تجارت

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر حسن محی الدین

مرتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مفتی شہزاد احمد سجاد (پرنسپل جامعہ حسینیہ)

معاون۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حافظ احمد بشیر (متعلم جامعہ حسینیہ)

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جامعہ حسینیہ غوثیہ کالونی علی پور چٹھہ

0303-0626802

muftishahzad9@gmail.com

0326-4743100

ahmadbashirrr789@gmail.com

تعارفِ کتاب

کتاب **اسلامی اخلاقیاتِ تجارت** نظام المدارس پاکستان کے درجہ خامسہ کے نصاب میں شامل ہے جس کے مصنف **ڈاکٹر حسن محی الدین قادری** ہیں۔ یہ تجارت کے اصولوں پر لکھی گئی ایک بہترین کتاب ہے:

جس میں کاروبار کے حلال ہونے یا حرام ہونے پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔

ہم نے نصاب میں شامل کتاب ہذا کے تمام تر ابواب (جو کہ 12 ہیں) کو خوبصورت انداز میں انتہائی آسان طریقے سے سوالاً جواباً مرتب کیا ہے جو کہ تجارت سے تعلق رکھنے والے ہر فرد اور خصوصاً طلبہ کیلئے ان شاء اللہ عزوجل فائدہ مند ثابت ہو گی۔

اللہ عزوجل ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین!

جامعہ حسینیہ غوثیہ کالونی علی پور چٹھہ

اسلامی اخلاقیاتِ تجارت (سوالاً جواباً)

حرفِ آغاز

سوال نمبر 1:۔ اخلاقیات کسے کہتے ہیں؟

اخلاقیات اخلاقی اصولوں یا انسانی برتاؤ کے معیاروں اور معاشرے کے اس نقطہ نظر کا نام ہے کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا کسی بھی معاشرے کے اخلاقی اصول اس کی عمومی اقدار کو مثالی بناتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ مختلف معاشروں میں رائج بنیادی اخلاقیات ساری کی ساری نہیں بلکہ ان میں سے چند ایک ہی ایسی ہوتی ہیں کہ جن پر سب عمل پیرا ہوں روایات سے جڑے یہ اخلاقی اصول انسانی برتاؤ کی رہنمائی کا فرائضہ سرانجام دیتے ہیں برتاؤ کو اخلاق کا پابند بنانا ہر فرد اور معاشرے کی آسودہ حالی کے لیے ناگزیر ہیں۔

سوال نمبر 2:۔ آکسفورڈ کے مطابق اخلاقیات کا کیا مفہوم ہے؟

یہ ایسے اخلاقی اصولوں کا مجموعہ ہے جو کسی بھی شخص کے برتاؤ کو کنٹرول کرتا اور اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔

سوال نمبر 3:۔ اخلاقیات کے اسلامی تصور کے متعلق حضرت عائشہؓ نے کیا فرمایا؟

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جب رسول اللہ کے کردار کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ کے اخلاق قران مجید تھے پھر آپ نے قران مجید کی آیت تلاوت فرمائی :

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔

ترجمہ: اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں۔ (یعنی آداب قران سے مزین اور اخلاق الٰہیہ سے متصف ہیں)

سوال نمبر 4:۔ اسلام میں اخلاقیات کی نظریاتی اثاث کیا ہے؟

اسلام میں اخلاقیات کی نظریاتی اثاث انصاف, دیانت , صداقت, خیرات , شکر گزاری , اخلاص, وفاداری، استقامت، انکسار، میانہ روی اور دور اندیشی ہے۔

سوال نمبر 5:۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بہترین امت کیوں قرار دیا؟

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بہترین امت اس لیے قرار دیا کیونکہ امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ایک خاصہ یہ ہے کہ یہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور اللہ پر ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

ترجمہ: تم انسانیت کی رہنمائی کے لیے بھیجی گئی بہترین امت ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

سوال نمبر 6:۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد کیا ارشاد فرمایا؟

آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ :

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (مجھے بہترین اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے)

باب نمبر 1: اسلامی معیشت کے بنیادی اوصاف

مختصر سوالات

سوال نمبر 7:۔ تاجروں کے لئے اچھی نیت کی اہمیت بیان کریں۔

تاجروں کے لیے اچھی نیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت عمر بن خطاب روایت کرتے ہیں کہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اعمال کو نیت سے پرکھا جاتا ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کا اجر دیا جاتا ہے اگر کسی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے تھی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف تھی اور اگر اس نے یہ ہجرت کسی دنیاوی فائدے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے کی ہے تو پھر اس کی ہجرت اسی طرف تھی جس طرف اس نے ہجرت کی تھی۔

سوال نمبر 8:۔ ارادے کے اچھے ہونے پر اسلامی اہمیت واضح کریں۔

اللہ تعالیٰ اس قدر رحم کرنے والے ہیں کہ جب اس کا بندہ کسی اچھے کام کا ارادہ کرتا ہے تو وہ فرشتوں کو اچھے کام کا اجر ان کے نامہ ماہر میں لکھنے کا حکم دے دیتے ہیں جبکہ ان کی نافرمانیوں کا اجر صرف اسی صورت میں ہی ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے جب وہ کام سرزد ہو چکا ہو حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتے ہیں اگر میرا بندہ کسی برے کام کا ارادہ کرے جب تک وہ یہ کام کر نہ لے تو تم اس کے نامہ مال میں لکھ کر محفوظ نہ کرو پھر اگر وہ ایسا کر لیتا ہے تو تم اسے اس کے ایک گناہ کے طور پر لکھ لو اگر وہ ایسا کرنے سے صرف میرے لیے رک جاتا ہے تو پھر تمہیں اسے اس کی ایک نیکی کے طور پر لکھنا چاہیے اگر وہ کسی نیک کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے لیکن اس سے کرتا نہیں تو تم اسے اس کی ایک نیکی کے طور پر لکھ لو اگر وہ اس سے کر لے تو اس کا اجر ایسی دس سے سات سو گنا نیکیوں کے برابر لکھو۔

سوال نمبر 9:۔ اسلام میں کاروبار کی اہمیت کیسے واضح کی گئی؟

مسلمانوں کی مقدس کتاب قران مجید میں عربوں کے ہر موسم میں جاری رہنے والے تجارتی سفروں کا ذکر ہے جو ان کے لیے خدا کی طرف سے عطا کردہ ایک نعمت تھی مکہ مکرمہ کے لوگوں کی معاشرتی اور معاشی خوشحالی کا دارومدار انہی تجارتی قافلوں پر تھا چونکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت اور کاروبار کو قران کریم میں ذکر فرمایا تو لہذا اسلام میں کاروبار کرنے اور تجارت کرنے کو کافی اہمیت حاصل ہے اور تجارت یا کاروبار کی اسلام میں اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود تجارت کو اپنے پیشے کے طور پر اپنایا۔

سوال نمبر 10:۔ مکہ مکرمہ سے سالانہ کتنے تجارتی قافلے جاتے تھے؟

مکہ مکرمہ سے سالانہ دو تجارتی کاروان ایک موسم سرما میں یمن کی جانب اور دوسرے موسم گرما میں شام کی طرف جاتے تھے موسم سرما میں یمن کی طرف جانے کا مقصد یہ تھا کہ جب مکہ مکرمہ میں موسم سرما ہوتا تھا تو یمن میں موسم گرما ہوتا تھا اور جب شام میں موسم گرما ہوتا تھا تو مکہ میں موسم سرما ہوتا تھا۔

سوال نمبر 11:۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تجارت کو پیشے کے طور پر اپنانے کی ترغیب کیسے دی؟

اہل ایمان کو تجارت کے پیشے کے طور پر اپنانے کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

اے ایمان والو تم ایک دوسرے کا مال اپس میں ناحق طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے کوئی تجارت ہو اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو۔

سوال نمبر 12:۔ کیا اللہ تعالی نے حج کے دوران تجارت کی اجازت دی؟

حج کے فرائض کی ادائیگی کے بعد حجاج کرام کو تجارتی لین دین میں مصروف ہونے کی اجازت ہے تاکہ لوگ یہاں سے روحانی کے ساتھ ساتھ مادی برکات بھی سمیٹ سکیں۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ

ترجمہ: اور تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں اگر تم زمانہ جاہلیت میں تجارت کے ذریعے اپنے رب کا فضل بھی تلاش کرو

سوال نمبر 13:۔ حج کے معاشی فوائد کیسے بیان کیے گئے ہیں؟

حج کے معاشی فوائد کے حصول کے بارے میں اللہ تعالی نے قران کریم میں ارشاد فرمایا:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّين

ترجمہ: اور تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں اگر تم زمانہ حج میں تجارت کے ذریعے اپنے رب کا فضل بھی تلاش کرو پھر جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کا ذکر کیا کرو اور اس کا ذکر اس طرح کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور بے شک اس سے پہلے تم بھٹکے ہوئے تھے۔

سوال نمبر 14:۔ نبی کریم ﷺ نے تجارت کے متعلق کیا ارشاد فرمایا ہے؟

حضرت رافع بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا گیا کس طرح کی کمائی بہترین ہے اپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

کسی شخص کے اپنے ہاتھ سے کیا ہوا کام اور جائز قرار دیے گئے کاروبار میں کوئی بھی لین دین۔

سوال نمبر 15:۔ نبی کریم ﷺ نے کاروبار میں نرم برتاؤ کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ ایسے شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو جب کچھ خریدتا ہے تو نرمی برتا ہے جو جب کچھ بیچتا ہے تو نرمی برتا ہے اور جب کسی سے ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے تو نرمی اختیار کرتا ہے۔

سوال نمبر 16:۔ نبی کریم ﷺ نے صبح کی تجارت کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

حضرت صخر الغامدی کے مطابق رسول اللہ نے فرمایا:

یا اللہ میری قوم کو صبح سویرے اپنی برکتوں سے نوازنا۔

راوی نے فرمایا انہیں جب بھی حملے کے لیے کوئی دستہ یا فوج بھیجنا ہوتی تو وہ اسے صبح سویرے روانہ کرتے تھے۔ اور راوی نے فرمایا صخر ایک

تاجر تھا وہ اپنا مال تجارت صبح سویرے باہر روانہ کیا کرتا تھا ان کی دولت میں بے پناہ اضافہ اور کاروبار میں ترقی ہوئی۔

سوال نمبر 17:۔ نبی کریم ﷺ نے تاجروں کو کیا ترغیب ارشاد فرمائی؟

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو کاروبار میں مصروف دیکھا اور فرمایا :

اے تجارت کرنے والو انہوں نے اپنی گردنیں موڑ کر اپ پر اپنی نظر مرکوز کر دیں اپ نے فرمایا بلاشبہ روز قیامت تاجروں کو گناہگاروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا ماسوائے ایسے تاجر کے جو اللہ کا خوف رکھتا ہے دوسروں سے بھلائی کا سلوک کرتا ہے اور سچا ہے۔

سوال نمبر 18:۔ ذخیرہ اندوزی کسے کہتے ہیں؟ اور نبی ﷺ نے اس کے بارے کیا ارشاد فرمایا؟

ذخیرہ اندوزی سے مراد یہ ہے کہ اپنا مال اس وجہ سے جمع کر کے رکھنا یا چھپا دینا کہ جب لوگوں میں اس مال کی کمی ہو گی تو میں اپنا مال نکالوں گا اور اسے زیادہ ریٹ پر بیچوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس طرح ذخیرہ اندوزی کرنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا :

درآمد کرنے والا رزق کی فراوانی سے نوازا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی پر لعنت ہوتی ہے۔

سوال نمبر 19:۔ شکر گزاری کی اہمیت واضح کریں؟

شکر گزاری کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا :

و ریاد کرو جب تمہارے مالک نے اعلان کیا اگر تم شکر گزار ہو گئے میں یقینا تمہیں اپنی نعمتیں مزید دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو پھر میرا عذاب یقینا بہت شدید ہے۔

اسی طرح ایک جگہ پر اللہ تعالی نے قران کریم میں ارشاد فرمایا :

ترجمہ: اللہ جلد ہی ان لوگوں کو انعام سے نوازے گا جو شکر کرنے والے ہیں مصیبت میں ڈٹے رہ کر۔

سوال نمبر 20:۔ تجارت کے مقصد کے متعلق قرآن کریم میں کیا مذکور ہے؟

کاروباری لین دین کا مقصد رضائے الہی ہونا چاہیے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا :

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ (37) لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ

ترجمہ: اللہ کے اس نور کے حامل وہی مردان خدا ہے جنہیں تجارت اور خرید و فروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے اور نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوۃ ادا کرنے سے بلکہ دنیاوی فرائض کی ادائیگی کے دوران بھی وہ ہماوقت اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں خوف کے باعث دل اور آنکھیں سب الٹ پلٹ ہو جائیں گی تاکہ اللہ انہیں ان نیک اعمال کا بہتر بدلہ دے جو انہوں نے کیے ہیں اور اپنے فضل سے انہیں اور بھی زیادہ عطا فرما دے اور اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق و عطا سے نوازتا ہے۔

سوال نمبر 21:۔ اگر کوئی بازار میں داخل ہو اور لا الہ الا اللہ الخ پڑھے تو اللہ اسے کیا اجر دے گا؟

جو کوئی بھی بازار میں داخل ہوتا ہے اور کہتا ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں سب کچھ

اسی کے اختیار میں ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں وہی زندگی دینے والا اور مارنے والا ہے وہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں اچھائی اسی کے ہاتھ میں ہے اور ہر چیز اسی کے قبضہ قدرت میں ہے تو اللہ تعالی اس کے حساب میں 10 لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اس کے 10 لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے 10 لاکھ درجے بلند کر دیتا ہے۔

سوال نمبر 22:۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو صبر اور شکر کے متعلق کیا تلقین فرمائی؟

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک روز حضرت معاذ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ اللہ کی قسم میں تم سے دل سے محبت کرتا ہوں اللہ کی قسم میں تم سے دل سے محبت کرتا ہوں پھر اپ نے فرمایا اے معاذ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہر نماز کے بعد یہ ضرور کہا کرو یا اللہ مجھے توفیق دے کہ میں اچھی طرح سے تیرا ذکر کر سکوں میں تیرا شکر ادا کر سکوں اور احسن انداز میں تیری عبادت کر سکوں۔

سوال نمبر 23:۔ حضور ﷺ کے شکر ادا کرنے کی کوئی ایک مثال تحریر کریں۔

حضرت مغیرہ کو یہ کہتے سنا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز میں رات بھر کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں متورم ہو گئے آپ سے عرض کیا گیا: اللہ تعالی نے آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی ہیں۔ نبی مکرم نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

سوال نمبر 24:۔ اللہ تعالیٰ اپنی عنایات کن لوگوں کے لئے بڑھاتا ہے؟

اللہ تعالی اپنی عنایات ایسے لوگوں کے لیے بڑھاتا ہے جو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے:

ترجمہ: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے آگاہ فرمایا کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر نعمتوں میں اضافہ کر دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے۔

سوال نمبر 25:۔ دنیا اور آخرت کی بہترین نعمتیں کسے عطا ہوتی ہیں؟

جس کسی کو بھی چار خوبیاں عطا ہوں اسے دنیا اور اخرت کی بہترین نعمتیں عطا ہوئیں۔ ایک شکر گزار دل اللہ کا ذکر کرنے والی زبان تکلیف کو صبر سے برداشت کرنے والا بدن اور ایسی بیوی جو اپنے خاوند سے بے وفائی نہ کرے اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے۔

سوال نمبر 26:۔ مذہبِ اسلام کس چیز کو جہاد اور عبادت کے برابر قرار دیتا ہے؟

مسلمانوں کا مذہب کمائی کے لیے کام کرنے کو کہتا ہے اور اس سے جہاد اور عبادت کے برابر قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا

ترجمہ: اور تو اس دولت میں سے جو اللہ نے تجھے دے رکھی ہے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا سے بھی اپنا حصہ نہ بھول۔

سوال نمبر 27:۔ پانی کے ذخائر سے افایت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟

پانی کے قدرتی ذخائر کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے کہ:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے اسمان اور زمین کو پیدا فرمایا اور اسمان کی جانب سے پانی اتارا پھر اس کے ذریعے تمہارے رزق کے طور پر پھیل پیدا

کیااور اس نے تمہارے لیے کشتیوں کو مسخر کر دیا تا کہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتی رہیں اور اس نے تمہارے لیے دریاؤں کو بھی مسخر کر دیا۔

سوال نمبر 28:۔ کام کرنے کی وجہ سے تھک جانے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

ایک حدیث میں رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا :

جو کوئی تھکا ہارا کام کی وجہ سے گھر میں داخل ہوتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 29:۔ خود کفالت کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

خود کفالت کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اگر کوئی پاک دامنی (دوسرے سے بھیک نہ مانگے) کا طلبگار ہو تو اللہ تعالی اسے پاک دامن رکھے گا اور اگر کوئی خود مختاری کا طالب ہو تو اللہ اسے خود مختاری عطا فرمائے گا۔

سوال نمبر 30:۔ اپنا موازنا اپنے سے کمتر لوگوں کے ساتھ کرنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان کی طرف دیکھو جو تم سے کمتر ہیں اور ان کی طرف نہ دیکھو کہ جو تم سے اوپر ہیں یہ اس لیے زیادہ مناسب ہے کہ ہمیں کہیں تم یہ نہ سوچو اللہ نے تمہیں کم نعمتوں سے نوازا ہے۔

سوال نمبر 31:۔ حقیقی خوشحال کون ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا :

امیری دنیاوی اشیاء کی بہتات کا نام نہیں بلکہ امیری تو کسی کا اپنی قسمت پر قانع ہونا ہے۔

سوال نمبر 32:۔ اللہ کس کی طرف رجوع فرماتا ہے؟

حضرت ابن زبیر نے مکہ مکرمہ میں ممبر پر کھڑے ہو کر دیے گئے اپنے وعظ میں فرمایا:

اے لوگو رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا کرتے تھے اگر ابن ادم کے پاس سونے کی وادی ہو تو وہ ایک اور چاہے گا اور اگر اسے دوسری بھی دے دی جائے تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا ابن ادم کا پیٹ تو بس مٹی سے ہی بھر سکتا ہے اللہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے گا۔

سوال نمبر 33:۔ خرچ میں میانہ روی کس حد تک ضروری ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الاقتصاد فی النفقة نصف المعیشة (خرچ میں میانہ روی آدھی معشیت ہے)

سوال نمبر 34:۔ کس کے گھر کو برکتوں سے نوازا جاتا ہے؟

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو کوئی بھی یہ چاہتا ہو کہ اللہ اس کے گھر بار کو برکتوں سے نوازے اسے چاہیے کہ جب اسے کھانا پیش کیا جائے تو پہلے وضو کرلے اور جب

کھانا ختم کرلے تو تب بھی۔(وضو کرے)

سوال نمبر 35:۔ کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ پڑھنے کی بابت رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے چھ صحابیوں کے ہمراہ کھانا کھارہے تھے ایک بدو وہاں ایا اور سارا کھانا دو لقموں میں ہی کھا گیا رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے بسم اللہ پڑھی ہوتی تو یہ کھانا تمہارے سب کے لیے کافی ہوتا جب بھی تم سے کوئی بھی کھانا کھانے لگے تو اسے بسم اللہ پڑھ لینا چاہیے اور اگر وہ شروع کرتے وقت بھول جائے تو اسے کھانے کے دوران بسم اللہ فی اولہ و اخرہ (اللہ کے نام سے شروع میں بھی اور آخر میں بھی)پڑھ لیا کریں۔

سوال نمبر 36:۔ نعمتوں میں اضافہ کے متعلق حضرت نوحؑ نے کیا فرمایا؟

حضرت نوحؑ نے اپنے امتیوں کو بتایا تھا کہ وہ کیسے اپنے پروردگار کی ان عطا کردہ نعمتوں میں اضافہ کروا سکتے ہیں:

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا

ترجمہ: پھر میں نے کہا کہ تم اپنے رب سے بخشش طلب کرو بے شک وہ بڑا بخشنے والا اور تم پر بڑی زوردار بارش بھیجے گا اور تمہاری مدد اموال اور اولاد کے ذریعے فرمائے گا اور تمہارے لیے باغات اگائے گا تمہارے لیے نہریں جاری کردے گا۔

سوال نمبر 37:۔ اللہ کسے پرندوں کی طرح بغیر فکر کے رزق عطا کرتا ہے؟

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

اگر تم اللہ پر ایسے بھروسہ کروگے کہ جیسے اس پر بھروسہ رکھنے کا حق ہے تو وہ تمہیں پرندوں کی طرح رزق سے نوازے گا جو صبح خالی پیٹ گھر سے نکلتے ہیں شام کو بھرے پیٹ لوٹتے ہیں۔

سوال نمبر 38:۔ لوگ مادی فوائد کے لئے کس پر بھروسہ کریں؟

اللہ تعالیٰ مخلوقات اور انسانوں کو رزق دیتا ہے اس سے مراد ہے کہ لوگ مادی فوئد کے لئے اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔اللہ نے فرمایا:

وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

ترجمہ: اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنی روزی اپنے ساتھ نہیں اٹھائے پھرتے اللہ انہیں بھی رزق عطا کرتا ہے اور تمہیں بھی اور وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔

سوال نمبر 39:۔ اللہ کس کے سینے کو امیری سے بھر کر اس کی غریبی کو مٹا دیتا ہے؟

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ جل شانہ کا فرمان ہے اے آدم کے بیٹے خود کو میری بندگی کے لیے وقف کردے تاکہ میں تیرے سینے کو امیری سے بھر دوں اور تمہاری غریبی مٹادوں لیکن اگر تم ایسا نہیں کرتے تم میں تمہارے ہاتھ مشقت سے بھر دوں گا اور تمہاری غریبی کبھی نہیں مٹاؤں گا۔

سوال نمبر 40:۔ کیا تقویٰ برکتوں میں اضافہ کا سبب بنتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

ترجمہ: اور اگران بستیوں کے بشندے ایمان لے ائےتے اور تقوی اختیار کرتے تو ہم ان پر اسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے حق کو جھٹلایا سو ہم نے انہیں ان کا اعمال بد کہ باعث جو وہ انجام دیتے تھے عذاب کی گرفت میں لے لیا۔

سوال نمبر 41:۔ کیا احکام الٰہی پر عمل کرنا وسعت رزق کا سبب بنتا ہے؟

جی ہاں احکام الٰہی پر دلجمعی کا نتیجہ سر کی جانب سے بھی اور پاؤں کی جانب سے بھی رزق کا ملنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ

ترجمہ: اور اگر وہ لوگ تورات اور انجیل اور جو کچھ مزید ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا تھا نافذ اور قائم کر دیتے تو انہیں مالی وسائل کی اس قدر اس عطا ہو جاتی کہ وہ اپنے اوپر سے بھی اور اپنے پاؤں کے نیچے سے بھی کھاتے مگر رزق ختم نہ ہوتا ان میں سے ایک گروہ میانہ روی یعنی اعتدال پسند کرتا ہے اور ان میں سے اکثر لوگ جو کچھ کر رہے ہیں نہایت ہی برا ہے۔

سوال نمبر 42:۔ کیا صلہ رحمی فراخی رزق کا سبب بنتی ہے؟

جی ہاں صلہ رحمی رزق میں فراخی کا سبب بنتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو کوئی بھی اپنے رزق میں فراہی اور عمر میں طوالت چاہتا ہو اسے اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔

سوال نمبر 43:۔ کیا کثرتِ گناہ رزق میں کمی اور محرومی کا باعث بنتی ہے؟

جی ہاں کثرت گناہ رزق میں کمی اور محرومی کا باعث بنتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اور کسی کے گناہ اسے اس کی رزق سے محروم کر سکتے ہیں۔

سوال نمبر 44:۔ مفلسی کے وقت کس کی جانب رجوع کیا جائے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو کوئی بھی مفلسی کا شکار ہو اور اپنے مفلسی مٹانے کے لیے لوگوں سے مدد کی التجا کرے تو اس کی مفلسی کبھی دور نہیں ہو گی اگر کوئی مفلسی کا شکار ہو اور اپنے مفلسی دور کرنے کی اللہ سے استدعا کرے تو اللہ جلد یا بدیر اسے اپنے رزق سے نوازے گا۔

سوال نمبر 45:۔ کیا خیرات کرنا فراخی رزق کا سبب ہے؟

جی ہاں خیرات کرنے کی وجہ سے اللہ کی رحمت جوش میں آجاتی ہے اور خرچ کرنے والے کی مادی اور روحانی ثروت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

ترجمہ: فرما دیجیے بے شک میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ فرما دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر

دیتا ہے اور تم اللہ کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے تو وہ اس کے بدلے میں اور دے گا اور وہ سب سے بہتر دینے والا ہے۔

سوال نمبر 46:۔ کیا ذخیرہ اندوزی مال میں کمی کا باعث ہے؟

جی ہاں ذخیرہ اندوزی مال میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مال کو تھیلی میں بند کر کے نہ رکھنا ورنہ اللہ پاک بھی تمہارے لیے اپنے خزانے میں بندش لگا دے گا جہاں تک ہو سکے لوگوں میں خیرات تقسیم کرتے رہو۔

سوال نمبر 47:۔ کیا اپنے وسائل کا فراخ دلی سے استعمال انعام الٰہی کا سبب ہے؟

جی ہاں اپنے وسائل کا فراخ دلی سے استعمال انعام الٰہی کا سبب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ہر روز جب اللہ کے بندوں پر صبح طلوع ہوتی ہے تو دو فرشتے نیچے اترتے ہیں ان میں سے ایک دعا کرتا ہے یا اللہ خرچ کرنے والے کو انعام سے نواز دے جب کہ دوسرا یہ دعا کرتا ہے یا اللہ جو بچا کر رکھتا ہے اسے تو بھی نظر انداز کر دے۔

سوال نمبر 48:۔ کیا والدین اپنی اولاد کی کمائی سے ضروریات پوری کر سکتی ہیں؟

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میرے پاس دولت ہے اور میرے بچے بھی ہیں اور میرے والد کو میری دولت کی ضرورت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم اور تمہارا مال تمہارے والد کی ملکیت ہے تمہارے بچے تمہاری اصل کمائی ہیں لہذا تم اگر چاہو تو اپنے بچوں کی کمائی سے لے سکتے ہو۔

سوال نمبر 49:۔ صدقات یا خیرات کے بعد احسان جتلانا جائز ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے صدقات بعد احسان جتلا کر اور دکھ دے کر اس شخص کی طرح برباد نہ کر لیا کرو جو مال لوگوں کے دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ روزے قیامت پر اس کی مثال ایک ایسے چکنے پتھر کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو پھر اس پر زوردار بارش ہو وہ اسے پھر وہی سہت اور صاف پتھر کر کے چھوڑ دے سو اپنی کمائی میں سے ان ریاکاروں کے ہاتھ کچھ بھی نہیں ائے گا اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں فرماتا۔

سوال نمبر 50:۔ کیا غرباء کی دعا وسعتِ رزق کا سبب ہیں؟

جی ہاں غرباء کی دعا وسعتِ رزق کا سبب ہیں۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

تم لوگوں صرف اپنے کمزور اور محتاج لوگوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے مدد پہنچائے جاتے ہیں اور ان ہی کی دواؤں سے رزق دیے جاتے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

میرے لیے ضعیف اور کمزور لوگوں کو ڈھونڈو کیونکہ تم اپنے کمزور کی وجہ سے رزق دیے جاتے اور مدد کیے جاتے ہو۔

سوال نمبر 51:۔کیا نیکی عمر کو بڑھاتی ہے؟

جی ہاں نیکی عمر کو بڑھاتی ہے۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نیکی ہی عمر کو بڑھاتی ہے اور تقدیر کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں ٹال سکتی اور کبھی ادمی اپنے گناہ کی وجہ سے ملنے والے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 52:۔کیا ذکرِ الٰہی سے غفلت غریبی کا موجب بنتی ہے؟

جی ہاں ذکرِ الٰہی سے غفلت غریبی کا موجب بنتی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى

ترجمہ:اور جس نے میرے ذکر یعنی میری یاد اور نصیحت سے روگردانی کی تو اس کے لیے دنیاوی معاش بھی تنگ کر دیا جائے گا اور ہم اس قیامت کے دن بھی اندھا اٹھائیں گے۔

سوال نمبر 53:۔اللہ کس مال سے برکت ختم کرتا ہے اور کس مال میں اضافہ کرتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ

ترجمہ:اور اللہ سود کو مٹاتا ہے یعنی سودی مال میں برکت کو ختم کرتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے یعنی صدقہ کے ذریعے مال کی برکت کو زیادہ کرتا ہے۔

سوال نمبر 54:۔وسائل یا روٹی کو ضائع کرنا کیسا ہے؟

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے زمین پر پھینکا گیا روٹی کا ایک ٹکڑا دیکھا اپ نے اسے اٹھایا اسے پوچھا اور کھالیا اور فرمایا عائشہ قابل غور یعنی غذا کی قدر کرو کیونکہ جب خوراک جیسی نعمت روٹھ جاتی ہے تو پھر کبھی لوٹ کر نہیں آتی۔

سوال نمبر 55:۔زندگی کی آسائشیں کیسی ہونی چاہیے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

ترجمہ:اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد کہیں تم ہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو شخص ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

تفصیلی سوالات

i. اسلامی معیشت کے بنیادی اوصاف بیان کریں۔

ii. تاجر کا ہر حال میں اللہ کا شکرادا کرنے پر نوٹ لکھیں۔

iii. اسلام نے جلدی دولت کمانے کے کونسے طریقے بیان کیے ہیں؟

باب نمبر2: اسلامی معاشی نظام کے کلیدی اوصاف

مختصر سوالات

سوال نمبر1:۔ اسلام روزی کمانے کی کیسے ترغیب دیتا ہے؟

روزی کمانے کا عمل اللہ تعالی کا حکم بجالانا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُون

ترجمہ: اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا پھر جب تم نماز ادا ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور پھر اللہ کا فضل یعنی رزق تلاش کرنے لگو۔

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ

ترجمہ: ہم نے رات کو اور دن کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں بنایا پھر ہم نے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور ہم نے دین کی نشانی کو روشن بنایا تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو۔

سوال نمبر2:۔ اسلام میں لوگوں سے مانگنا کیسا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

جو لوگوں سے مانگتا رہتا ہے اپنے مال کے بڑھانے کو (یعنی نہ ضرورت اور کفایت کے لیے) تو وہ چنگاریاں مانگتا ہے پھر چاہے کم لے یا زیادہ لے۔

سوال نمبر3:۔ کیا اسلام حصول روزگار میں اعتدال کا حکم دیتا ہے؟

اسلام حصول روزگار میں اعتدال کا حکم دیتا ہے۔ مومنین کو اس دنیا اور اپنی حالیہ زندگی کے اسباب اکٹھے کرنے کے دوران آخرت کو نہ بھولنے کی تلقین کی گئی ہے۔ فرمایا:

سب سے بڑھ کر فکریں رکھنے والا شخص وہ مومن ہے جو اپنے دنیا کے کاموں کے ساتھ ساتھ آخرت کے کاموں کی بھی فکر کرتا ہے۔

سوال نمبر4:۔ کیا اسلام میں کام کا انتخاب کرنے کی آزادی ہے؟

ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق نوکری تلاش کرے کوئی ملازمت اختیار کرے یا کوئی بھی پیشہ اختیار کرے۔ جیسے کہ فرمایا:

وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

ترجمہ: جب کہ اللہ نے تجارت خرید و فروخت کو حلال قرار دیا ہے اور سود خوری کو حرام قرار دیا ہے۔

سوال نمبر 5:۔اسلام میں دولت کی تخلیق کیسے ہوئی؟

دولت کی تخلیق کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

ترجمہ: اور پھر جب نماز پڑھی جا چکے تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل یعنی اپنا رزق تلاش کرو۔

سوال نمبر 6:۔اسلام اپنے وسائل میں دوسروں کو شریک کرنے کی ترغیب کیسے دیتا ہے؟

پیغمبر اسلام نے ایسے لوگوں کو دل کھول کر خیرات دینے کی تلقین فرمائی ہے جو برے حالات کا شکار ہوں۔اسی لئے فرمایا:

ایک کا کھانا دو لوگوں کے لیے کافی ہوتا ہے دو آدمیوں کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے اور چار آدمیوں کھانا اٹھ آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔

سوال نمبر 7:۔کیا اسلامی تجارت ہمیں حلال پر گزر بسر کرنے کی ترغیب دیتی ہے؟

اہل ایمان اچھا کماتے اور کھاتے ہیں لیکن حرام اور ناپاک کھانے سے کوسوں دور رہتے ہیں۔اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

يٰأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا

ترجمہ: اے لوگو زمین کی چیزوں میں سے جو حلال اور پاکیزہ ہیں کھاؤ اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

سوال نمبر 8:۔اسلام ہمیں کیسے تجارت میں اعتدال کا حکم دیتا ہے؟

مومنین تمام معاملات میں اعتدال کا دامن تھامے رکھتے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا

ترجمہ: اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب آپ خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا زیادتی اور کمی کی ان دو حدوں کے درمیان اعتدال پر مبنی ہوتا ہے۔

اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یہ اعتدال آدھی معیشت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو کوئی بھی اعتدال اپناتا ہے وہ کبھی غریب نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 9:۔اسلام میں اجرت کی بروقت ادائیگی کا نظام واضح کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اجرت کی بروقت ادائیگی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا مزدور کی اجرت اسے اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دو۔

سوال نمبر 10 :۔ اسلامی تجارت میں رفاہی عطیات کا نظام بیان کریں۔

باعمل مومنین اللہ تعالٰی کی خوشنودی کے حصول کے لئے ضرورت مندوں، غریبوں، محتاجوں، معذوروں اور مفلسوں کا خیال رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا

ترجمہ: اور اپنا کھانا اللہ کی محبت میں محتاج کو، یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔

سوال نمبر 11 :۔ سماجی بہبود کسے کہتے ہیں؟

صاحب ثروت لوگوں پر فرض ہے کہ وہ کم مایہ افراد کی مدد کریں تا کہ معاشرے کا کوئی بھی فرد بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محروم نہ رہے

سماجی بہود کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا :

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ

ترجمہ: اور وہ حصار کیش لوگ جن کے اموال میں حصہ مقرر ہے مانگنے والے اور نہ مانگنے والے محتاج کا

سوال نمبر 12 :۔ اسلام ریاست کی کیا ذمہ داری لگاتا ہے؟

افراد کو اپنی روزی خود کمانا چاہیے اور اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے کسی بھی دوسرے پر بوجھ نہیں بننا چاہیے۔ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آدم کے بیٹے کا کوئی اور حق ان چیزوں کے علاوہ نہیں اس کے رہنے کے لیے ایک گھر ایک لباس کے اس سے وہ اپنے بدن کو ڈھانپ سکیں اور روٹی کا ایک ٹکڑا اور پانی۔

سوال نمبر 13 :۔ اسلام میں مالکانہ حقوق کیا ہے؟

اسلام میں تاجر کو مالکانہ حقوق کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ

ترجمہ: اے ایمان والوں جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن اجائے جس میں کوئی خرید و فروخت نہ ہو گی۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال دولت میں سے خرچ کرو جس میں اس نے تمہیں اپنا نائب وا امین بنایا ہے

سوال نمبر 14 :۔ اسلام میں وراثت کا دستور کیا ہے؟

اسلام میں وراثت کا دستور کے بارے میں اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا

ترجمہ: مردوں کے لیےاس مال میں سے حصہ ہے جوماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہوااور عورتوں کے لیے بھی ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کا ترکہ میں سے حصہ ہے وہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ اللہ کا مقررہ کردہ حصہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دولت کو ان لوگوں میں تقسیم کرو جو کتاب اللہ کے مطابق وراثت میں سے حصے کے حقدار ہوں۔

سوال نمبر 15:۔اسلامی تجارت میں عدل اور احسان واضح کریں۔

اسلام میں تاجروں کے عدل واحسان کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا :

لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ

ترجمہ: نہ تم خود ظلم کروگے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

ترجمہ: نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

سوال نمبر 16:۔اسلامی تجارت کا پہلا پہلو کون سا ہے؟

اسلامی تجارت کا پہلا پہلو روزی کمانا ہے۔

سوال نمبر 17:۔کیا اسلامی تجارت میں ذخیرہ اندوزی سے منع کیا گیا ہے؟

ذخیرہ اندوزی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو کوئی بھی (زیادہ دام وصول کرنے کے ارادے سے) غلہ 40 روز سے زیادہ ذخیرہ کرتا ہے وہ اللہ کی ذمہ داری سے بے داخل ہو جاتا ہے اور اللہ اس سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 18:۔کیا اسلام میں معاہدے میں ابہام سے منع کیا گیا ہے؟

اسلامی معاہدے میں ابہام سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے بیع الغرر (کسی بھی ایسے تجارتی معاہدے کے تحت کوئی شے بیچنا کہ جس میں کوئی ابہام ہو یا کسی نقصان کا اندیشہ ہو) اور بیع الحصاۃ (کوئی بھی تجارتی لین دین قابل فروخت شے کی طرف کنکر اچھال کر کرنا) سے منع فرمایا ہے۔

سوال نمبر 19:۔کیا اسلام میں سود خوری کی ممانعت ہے؟

اسلام میں سود خوری کی ممانعت کے بارے میں ایک مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ

ترجمہ: اور اللہ سود کو مٹاتا ہے (یعنی سودی مال سے برکت کو ختم کرتا ہے) اور صدقات کو بڑھاتا ہے (یعنی صدقہ کے ذریعے مال کی برکت کو زیادہ کر دیتا ہے)

پھر فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

ترجمہ: اے ایمان والو دوگنا اور چوگنا کر کے سود مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرا کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سود لینے والے اور دینے والے اس کی تحریر لکھنے والے اور اس پر دونوں گواہی دینے پر لعنت فرمائی ہے۔

سوال نمبر 20:۔ کیا اسلامی میں تجارت میں ممنوع اشیاء کی خرید و فروخت کو منع کیا گیا ہے؟

اسلام میں ممنوع اشیاء کی خرید و فروخت کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ

ترجمہ: اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جانور جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا وہ حرام کیا ہے۔

سوال نمبر 21:۔ کیا اسلام تاجروں کو قیمتوں کے تعین کی آزادی دیتا ہے؟

جی ہاں اسلام مین تاجروں کو قیمتوں کے تعین کی آزادی حاصل ہے کیونکہ اسلام آزاد منڈی کا حامی ہے جہاں خرید و فروخت کنندہ آمنے سامنے باہمی رضامندی سے سودا طے کرتے اور بیچی جانے والی جنس کی قیمت کا تعین کرتے ہیں۔

سوال نمبر 22:۔ کیا اسلام بخل کی اجازت دیتا ہے؟

اسلام بخل کرنے سے منع کرتا ہے۔ بخل کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا

ترجمہ: بے شک اللہ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو تکبر کرنے والا مغرور فخر کرنے والا (خود بین) ہو۔

تفصیلی سوالات

i. تجارت اور کاروبار کے مثبت پہلو بیان کریں۔

ii. تجارت اور کاروبار کے ممنوعہ پہلو بیان کریں۔

باب نمبر 3: حلال اور حرام کاروبار کے بارے میں ارشادات

مختصر سوالات

سوال نمبر 1:۔ حضرت عمر کس تاجر کو فروخت کی اجازت دیتے تھے؟

اسلام پر عمل پیرا مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اسلامی معشیت کے اصولوں اور شریعت میں کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے کو اچھی طرح سمجھیں اس خیال کی تائید مسلمانوں کہ خلیفہ دوم حضرت عمر کے اس قول سے بھی ہوتی ہے:

لا یبیع فی سوقنا الا من یفقه

ترجمہ: صرف وہی لوگ ہم مسلمانوں کے بازاروں میں کچھ بھی بیچنے کے اہل ہیں جو اسلامی معاشیت میں جائز اور ناجائز قرار دی گئی باتوں کی سمجھ رکھتے ہوں۔

سوال نمبر2: قرآن پاک مسلمانوں کو حلال چیزوں کو استعمال کرنے کا کیسے پابند کرتا ہے؟

قرآن مجید مومنین کو حلال چیزوں استعمال کرنے کا پابند کرتا ہے اور حرام ناپاک اور ممنوع اشیاء کو استعمال سے روکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اے لوگو زمین کی چیزوں میں سے جو حلال اور پاکیزہ ہے کھاؤ اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

سوال نمبر3:۔ مسلمانوں پر کیسا رزق کمانا فرض کیا گیا ہے؟

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

طلب کسب الحلال فریضہ بعد الفریضۃ (حلال رزق کمانے کی کوشش کرنا فرض عبادت کے بعد سب سے بڑا فرض ہے)

سوال نمبر4:۔ نبی پاک نے رزق حلال کی کیسے تاکید فرمائی؟

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اپنے رزق کے حصول کی کوشش میں تاخیر نہ کرو کسی کو اس وقت تک موت نہیں ائے گی جب تک کہ اسے اس کے رزق کا اخری ٹکڑا نہ مل جائے اپنی روزی اچھی طرح تلاش کرو حلال روزی کو قبول کرو اور حرام روزی کو مسترد کردو۔

سوال نمبر5:۔ رزق حرام کی نحوست واضح کریں۔

حضرت ابو بکر صدیق سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا گوشت حرام پر پلا ہو اس کے لیے جہنم کی اگ ہی مناسب ہے۔

سوال نمبر6:۔ دعا کے قبول نہ ہونے کا سبب کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِين

ترجمہ: اے ایمان والو ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو تم ہم نے تمہیں دی ہیں اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو ایک لمبا سفر طے کر کے ایا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور چہرہ مٹی سے اٹا ہوا ہے آسمانوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہہ رہا ہے یا اللہ یا اللہ لیکن اس کا کھانا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے اس کا لباس کا حرام ہے اور اس کی پرورش بھی حرام مال پر ہوئی ہے لہذا اسے ذات باری تعالیٰ سے شرف باریابی کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر7:۔ حلال اور حرام کے بنیادی اصول بیان کریں۔

حلال اور حرام کے بنیادی 15 اصول بیان کیے گئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1. کچھ بھی حلال یا حرام قرار دینا صرف اللہ جل شانہ اور اس کے رسول کا استحاق ہے۔
2. چیزوں کا اصل وجوم میں لایا جانا ہی ان کے جائز ہونے کا حوالہ ہے۔
3. جو کچھ حلال ہے وہ ضروری ہے جو کچھ حرام ہے وہ نہ صرف ناپاک بلکہ ضرر رساں ہے۔
4. حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینا شرک کے مترادف ہے۔
5. حرام کا باعث بننے والی چیز بھی حرام ہے۔
6. اشیاء کے حرام قرار دیے جانے کی وجہ ان کے اندر خلقی طور پر موجود ناپاکی اور ضرر رسانی ہے۔
7. جب کسی عمل کے کرنے کو ناجائز قرار دیا گیا وہ تو اس کو کر کے دکھانے کی فرمائش بھی ناجائز ہے۔
8. اچھی نیت کسی ناجائز کام کو جائز نہیں بنا سکتی ۔
9. جب ممعانت اور ہنگامی ضرورت آمنے سامنے ہو تو ممانعت کو ترجیح دی جائے یعنی کوئی بھی شخص ایسی کسی چیز کو فروخت نہیں کر سکتا جو اس کے پاس کسی قرض کی ضمانت کے طور پر امانتاً جمع کروائی گئی ہو۔
10. کسی بھی حرام شے کے ساتھ حلال جیسا سلوک ممنوع ہے۔
11. کسی بھی شے کے ساتھ منسلک کوئی بھی اضافی چیز در حقیقت قانونی طور پر اس کے ساتھ منسلک ہے اس کو ایک علیحدہ چیز تصور نہیں کیا جاسکتا جیسے کہ حاملہ جانور کی فروخت اس کے رحم میں موجود بچے کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔
12. حرام شی ہر کسی کے لیے یکساں طور پر حرام ہے۔
13. مشتبہ اشیاء (جن کے حلال یا حرام ہونے کا حتمی علم نہ ہو) سے پرہیز کرنا چاہیے
14. ضرورت استثناء کا حکم رکھتی ہے۔
15. ضرورت ممنوع اشیاء کو جائز میں تبدیل کر سکتی ہے۔

سوال نمبر 8:۔ نبی پاک ﷺ نے جانور ذبح کرنے کے بارے کیا ہدایات ارشاد فرمائی؟

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے سو جب تم کسی شئی کا شکار کرو تو اسے احسن طریقے سے شکار کرو اور جب بھی تم ذبح کرو تو بڑی احتیاط سے ذبح کرو تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ ذبح کرنے سے پہلے چھری کو اچھی طرح تیز کر لے تا کہ ذبح کیے جا رہے جانور کو آرام ملے اسے زیادہ تکلیف نہ پہنچے۔

اگر ذبح کرنے کے اوزار یعنی چھری وغیرہ پھیرے جانے سے خون نکلے اور اس کے پھرتے وقت اللہ تعالی کا نام لیا گیا ہو تو اس طرح سے ذبح کیے گئے جانور کا گوشت کھانا جائز ہے اگر چھری دستیاب نہ ہو تو پھر ذبح کرنے کے لیے کسی بھی اور تیز دار آلے کا استعمال کیا جاسکتا ہے اس کے برعکس جانور کو ناخن دانت یا ہڈی سے ذبح کرنے کی ممانعت ہے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذبح تیزی سے کرو اس کے استعمال سے جس سے خون بہ نکلے اور جب اس پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا گیا ہو تو پھر اس میں سے کھاؤ سوائے دانتوں اور ناخنوں کے۔

سوال نمبر 9:۔ قرآن پاک نے کن جانوروں کو حرام قرار دیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے حرام جانوروں کی بابت ارشاد فرمایا:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ

ترجمہ: تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، وہ جو گلا گھٹ کر، یا چوٹ کھا کر، یا بلندی سے گر کر، یا ٹکر کھا کر مرا ہو، یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا اور وہ جو بتوں کے تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو (وہ بھی حرام ہے)۔

ایک دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ

ترجمہ: اور تم اس جانور کے گوشت سے نہ کھایا کرو جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور بے شک وہ گوشت کھانا گناہ ہے۔

سوال نمبر 10:۔اہل کتاب کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ

آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی اور ان لوگوں کا ذبیحہ بھی جنہیں (الہامی) کتاب دی گئی تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے۔

سوال نمبر 11:۔ذبح کے اسلامی ضابطے بیان کریں۔

ذبح کرنے کے اسلامی طریقے پر عمل درآمد کے وقت مندرجہ ذیل شرعی مقرر کردہ ضابطوں کی پاسداری ضروری ہے:

1. ذبح کرنے والا شخص کوئی عاقل اور بالغ مسلمان ہونا چاہیے۔
2. ذبح کرنے والے کو جانور کے گلے پر چھری چلانے سے پہلے اللہ کا نام لینا چاہیے۔
3. جانور کو، تیز دھار چھری کو اس کی گردن پر ایک ہی دفعہ میں مسلسل چلاتے رہنے سے، ذبح کرنا چاہیے۔
4. چھری کی کاٹ سے کم از کم سانس، غذا اور حلق کے دونوں جانب کی خون کی نالیوں کا کٹنا ضروری ہے۔
5. گردن کے مہرے نہیں کٹنے چاہیے۔
6. جانور کو ذبح کرنے سے پہلے اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا جانا چاہیے۔
7. جانور کو، دوسرے جانور ذبح ہوتے ہوئے، نظر نہیں آنا چاہئیں۔
8. چھری کو جانور کے سامنے تیز نہیں کرنا چاہیے۔
9. چھری کی دھار کھردری نہ ہو کیونکہ یہ جانور کے لیے تکلیف کا باعث بن سکتی۔
10. جانور کسی تکلیف دہ حالت میں نہیں ہونا چاہیے۔
11. ذبح کرنے کے بعد جانور کا پورا خون بہہ جانے اور اس کے پوری طرح دم نکل جانے سے پہلے اگلا عمل شروع نہیں کرنا چاہیے۔

سوال نمبر12:۔ کیاقرآن پاک کی خرید وفروخت جائز ہے؟اس میں علماء کی کتنی آراء ہیں؟

مصحف(قرآن مجید کے لیے مستعمل عربی اصطلاح) کی خرید وفروخت کے کاروبار کے بارے میں نفاذ شریعت کے ماہر علماء کی ایک رائے نہیں اس موضوع پر تین آراء پائی جاتی ہیں:

پہلی رائے:۔ حنبلی علماء کے نزدیک اسلامی شریعت میں مستحق کی تجارت ممنوع ہے اس سلسلے میں کسی طرح کا لین دین حرام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا:

میری خواہش ہے ایسے لوگوں کا ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں جو مصحف کی تجارت کرتے ہیں۔

دوسری رائے: شافعی علماء کے نزدیک اور امام احمد بن حنبل کی مبینہ طور پر ایک اور رائے کے مطابق بھی مصحف کی خرید فروخت جائز ہے گو اس کا لین دین اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ:

ہمیں مصحف کی فروخت اور اس سے حاصل منافع سے اس کا اور نسخہ خرید لینے میں کوئی برائی نظر نہیں آتی یہ اچھی بات ہوگی کہ اگر مصحف کے ایک نسخے کو دوسرے سے بدل لیا جائے۔ لہذا حضرت عبداللہ ابن عباس نے مصحف کی خرید وفروخت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

تیسری رائے: مالکی علماء، بعض شافی علماء اور احمد بن حنبل کی ایک رائے کے مطابق مصحف کی تجارت جائز ہے اور اسے ناپسند نہیں کیا گیا۔

سوال نمبر13:۔ قرآن کو تھوڑی قیمت کے بدلے فروخت کرنے سے کیا مراد ہے؟

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ

ترجمہ: پس ایسے لوگوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنے ہاتھوں ہی سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑے سے دام کمالے سو ان کے لیے اس کتاب کی وجہ سے ہلاکت ہے جو ان کے ہاتھوں نے تحریر کی اور اس معاوضہ کی وجہ سے تباہی ہے جو وہ کمارہے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت میں لالچی یہودی ربیوں کے طرز عمل کا ذکر ہے وہ تورات کے الفاظ لکھتے ہیں اور اس کے اصلی پیغام میں اور الوہی احکامات میں کمی بیشی سے تبدیلی کا ارتکاب کرتے ہیں تاکہ اس سے وہ اپنے ذاتی مقاصد کی تکمیل کر سکیں۔

سوال نمبر14:۔ کس لباس کی خرید وفروخت جائز ہے؟

مسلمانوں کو اپنے پہناوے کے انتخاب میں مندرجہ ذیل باتوں کو لازمی طور پر ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے:

1. انہیں پہننے والے کے ستر (بدن کے وہ حصے جنہیں ڈھانپنے کا حکم دیا گیا ہے) کو ڈھانپنے والا ہونا چاہیے۔ لہذا ایسا مختصر لباس جو ستر کو نہ ڈھانپے پہننا شرعاً حرام ہے۔
2. ان کو پہنے والا اچھا دکھائی دے۔ جب اللہ تبارک وتعالی نے سب کچھ عطا کیا ہو تو پھٹے پرانے کپڑے پہنا کفرانِ نعمت کے زمرے میں آتا ہے۔
3. لباس کی ایک اور بڑی اہم خصوصیت یہ ہے کہ لباس انسانی ضرورت کو پورا کرنے والا بھی ہونا چاہیے۔ کوئی بھی لباس موسم کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر پہننا چاہیے۔

جو لباس بھی مذکورہ بالا تین صفات کا حامل ہو اس کی خرید و فروخت بھی حلال اور جائز ہے۔

سوال نمبر 15:۔ سونا اور ریشم کس کے لیے جائز ہے؟ اور کس کے لیے ناجائز حدیث کی روشنی میں واضح کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال اور مردوں کے لیے حرام ہے۔

سوال نمبر 16:۔ کسی کی ران دیکھنے یا اپنی ران دکھانے کا شرعی حکم کیا ہے؟

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اپنی ران کسی کو نہ دکھاؤ اور نہ ہی کسی اور کی ران دیکھو خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔

سوال نمبر 17:۔ سودا منسوخ کرنے کا یا برقرار رکھنے کا کب تک اختیار ہوتا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب دو شخص آپس میں کوئی لین دین کرتے ہوں تو وہ اپنے اس سودے کو صرف ایک دوسرے سے رخصت ہونے سے پہلے یا جب تک وہ دونوں وہاں موجود ہوں منسوخ کر سکتے ہیں لیکن اگر ان میں سے ایک دوسرے کو فیصلہ کرنے کا اختیار دے دے ہے تو پھر وہ ایک سودا طے کر سکتے ہیں اور اس کی تعمیل لازمی ہے اگر وہ ایک دوسرے سے رخصت ہو جاتے ہیں ان میں سے کسی نے بھی اس سودے کو منسوخ نہیں کیا تو پھر اس کی تعمیل دونوں پر لازمی ہوتی ہے۔

سوال نمبر 18؛۔ سودے سے برکت کب ختم ہوتی ہے؟

حضرت حکیم بن حزام سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فروخت کنندہ اور خریدار کے پاس اس وقت تک (اپنا سودا منسوخ کرنے کا اختیار ہے کہ جب تک وہ ایک دوسرے سے رخصت نہ ہو چکے ہوں (یا آپ نے فرمایا: نہ ہو جائیں۔ اگر وہ سچ بولتے اور معاملے کو صاف رکھتے ہیں تو وہ اپنے اس سودے میں اللہ کی برکت سے فیض یاب ہوں گے، اگر وہ کچھ چھپاتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں تو پھر ان کے اس سودے سے برکت اُٹھ جائے گی۔

سوال نمبر 19:۔ قسطوں پر چیزیں کب جائز ہے وضاحت کریں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہیں حضرت بریرہ رضی اللہ تعالی عنہ میرے پاس آئیں اور بتایا کہ میرے مالکوں نے مجھے نو اوقیہ کے عوض آزادی کا معاہدہ دیا ہے یعنی ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا ہو گا۔

سوال نمبر 20:۔ حکم اور نص کے اعتبار سے کون سی چیزیں ممنوع ہیں؟

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِذَا حَرَّمَ شَيْئًا حَرَّمَ ثَمَنَهُ (جب اللہ تعالی کسی چیز کو حرام فرماتا ہے تو اس کی فروخت بھی منع فرمادیتا ہے)

پھر آپ نے اس نقطے کی مزید وضاحت کچھ مثالیں دے کر فرمائی ہے۔ فرمایا:

إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ، وَالْخِنْزِيرِ، وَالْأَصْنَامِ

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے شراب، مردار، سور اور بتوں کی فروخت منع کر دی ہے۔

مسلمانوں کو مندرجہ بالا نقصان دہ اشیا کے کھانے پینے سے منع کیا گیا ہے۔ شراب پینا مضر صحت ہے اور اس کے نقصان دہ اثرات جسم پر ظاہر ہوتے ہیں، اسی لیے اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ ایسے جانور کا گوشت بھی حرام ہے جو ذبح یا شکار کیے جانے سے قبل مر چکا ہو۔ سور سب سے زیادہ خوفناک ہے اور قرآن مجید نے اس کا تذکرہ خنزیر کہہ کر کیا ہے جو ایک حقارت آمیز اصطلاح ہے۔

سوال نمبر 21:۔ نتائج واثرات کے اعتبار چیز کی تجارت کیوں منع ہے؟

کوئی بھی ایسی ہے جو کسی برے ارادے کی وجہ بن سکتی ہو جائز نہیں۔ جیسا کہ: بدمعاشی، لوٹ مار، خانہ جنگی اور خون ریزی کے زمانے میں ہتھیاروں کی فروخت اسی طرح پھولوں میں انگوروں سے شراب کشید کرنے اور مردوں کو ریشمی لباس کی خرید وفروخت کی اسلامی قانون میں اجازت نہیں ہے۔

سوال نمبر 22:۔ کیا حرام کمائی کو نیک کاموں میں خرچ کرنا ثواب کا باعث ہے؟

اگر کوئی شخص سود خوری، فریب کاری، جوئے، ممنوعہ کھیلوں، یا کسی بھی دوسرے ناجائز ذریعے سے دولت کے انبار اکٹھے کرتا ہے تو اس کا مسجد تعمیر کرنا کوئی خیراتی ادارے قائم کرنا یا کوئی بھی اور اچھا کام کرنا اس کے گناہوں کا کفارہ نہیں بن سکتا اسلام میں نیک مقاصد یا ارادے کسی برائی کو اچھائی میں نہیں بدل سکتے۔ یہی پیغام اس آیت مبارکہ میں دیا گیا ہے۔ فرمایا:

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُه

ترجمہ: پاکیزہ کلمات کی طرف چڑھتے ہیں اور وہی نیک عمل کے مدارج کو بلند فرماتا ہے۔

سوال نمبر 23:۔ دھوکے کے اعتبار سے ممنوعہ اشیاء کی مثالیں دیں۔

دور حاضر میں ایسی مثالوں میں بعض اقسام کی انشورنس، معاہدات اور سیپیوں کے اندر موجود موتیوں کی فروخت شامل ہیں تفریح مہیا کرنے کے سازو سامان سے کھیلنے کی اجازت صرف اسی صورت میں ہے کہ جب کوئی داؤ نہ لگایا گیا ہو اور اس سے شہوانی لذت کا حصول مقصود نہ ہو۔

سوال نمبر 24:۔ کیا اسلام میں انشورنس جائز ہے؟

جدید انشورنس کمپنیاں اور ان کا طریقہ کار مذہبی نقطہ نظر سے جائز نہیں ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام انشورنس کے بنیادی مقصد کے ہی خلاف ہے یہ اس طریقہ کار اور ذرائع سے متفق نہیں کہ اگر انشورنس کا طریق کار اسلامی کاروباری ضابطوں سے مطابقت رکھتا ہو تو اسلام میں اس کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر 25:۔ عیب اور نقص کے اعتبار سے ممنوعہ اشیاء کی مثالیں دیں۔

بعض اوقات کوئی شے کسی ناگہانی حادثے جیسا کہ ٹوٹنے، پچکنے، جلنے یا ڈوب جانے کے باعث کار آمد نہیں رہتی ایسے کسی بدقسمت سانحے کے باعث اس شہر کو بازار میں فروخت کے لیے بھی پیش نہیں کیا جاسکتا اور یہ لوگوں کے استعمال کے قابل بھی نہیں رہتی اس طرح کا ناگہانی حادثہ کسی اثاثے کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اسی وجہ سے اس میں کوئی نقص کمی یا خرابی پیدا ہو سکتی ہے جیسا کہ کوئی درزی کسی سوٹ کا کپڑا کاٹتے ہوئے غلطی سے اس کو ماپ کے مطابق نہ کر سکے۔

سوال نمبر 26:۔ کوئی کارکن کب نقصان کا ذمہ دار ہوتا ہے؟

اگر کسی کارکن سے اس کی تحویل میں دی گئی کسی شے میں کوئی خرابی اس کی اپنی غفلت کی وجہ سے نہ پیدا ہوئی ہو تو اس کے نقصان کی تلافی اس کارکن کی ذمہ داری نہ ہو گی۔ مثال کے طور پر اگر کوئی مریض دوران علاج وفات پا جائے اور اس کی موت کی وجہ کا تعلق اس کے علاج سے نہ ہو، کسی گاڑی کو مکینک کی ورکشاپ سے باہر آگ لگ جائے اور اس کی وجہ اس کا اس کی حفاظت نہ کر سکنا نہ ہو تو ایسی صورت میں کارکن اس نقصان کا ذمہ دار نہ ہو گا۔ لیکن اگر کارکن لاپرواہ ہے اور اثاثے کے نقصان کا قصوروار ہو تو پھر اسے اس نقصان کا ازالہ کرنا ہو گا۔ تاہم اگر وہ تجربہ کار، مستعد اور اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے فرائض سرانجام دینے والا ہو تو پھر اس سے نقصان کا ہرجانہ نہیں بھی لیا جا سکتا۔

سوال نمبر 27:۔ معاوضہ کے اعتبار سے ممنوعہ اشیاء کون سی ہیں؟

ایسی قابل فروخت شے جس کا استعمال ناگزیر ہو اور قانونی طور پر اس کا کوئی معاوضہ نہ ہو جیسا کہ پانی اور اونٹ کتے، بلے وغیرہ جیسے جانور کی نسل کشی۔

سوال نمبر 28:۔ قبضے کے اعتبار سے ممنوعہ اشیاء کون سی ہیں؟

کسی چیز کی ایسی حالت میں فروخت کے جب وہ کسی کے قبضے میں نہ ہو یہ کہ کسی بھی فروخت کے حقیقی مانے جانے کی بنیادی شرط اس کا کسی کے قبضے میں موجود ہونا ہے لہذا اگر فروخت شدہ شے کسی کے حوالے نہ کی جا سکتی ہو تو یہ سودا نامکمل ہے اور اس لیے باطل ہے آپ ایسی کوئی شے نہیں بیچ سکتے جسے ابھی آپ نے وصول کرنا ہو۔ کسی اڑتے پرندے، تالاب میں مچھلی اور درخت پر لگے پھلوں کی فروخت ناقص ہے۔

سوال نمبر 29:۔ کیا فرضی چیز کی تجارت جائز ہے؟

حضرت حکیم بن ہزام سے مروی ہے کہ:

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ایک شخص میرے پاس آیا ہے اور مجھ سے وہ شئ خریدنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہے کیا میں وہ چیز اس کے لیے بازار سے خرید کر اسے دے سکتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو چیز تمہارے پاس نہیں اس کا سودا نہ کرو۔

سوال نمبر 30:۔ سود کے اعتبار سے کسی چیز کی فروخت کا کیا حکم ہے؟

سود پر مبنی کسی بھی چیز کی خرید و خروفت حرام ہے تاہم اگر کسی چیز کی قیمت کا تعین اس کی فروخت کے وقت کر لیا جائے تو ادھار پر اس کی فروخت کی جا سکتی ہے۔ کسی شے کی قیمت کی ادائیگی بعد میں کرنے کے بارے میں قران مجید کے الفاظ ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ

ترجمہ: اے ایمان والوں جب تم کسی مقررہ مدت تک کے لیے اپس میں قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔

سوال نمبر 31:۔ منفعت کے اعتبار سے ممنوع تجارت کی مثال دیں۔

اگر بیچی جانے والی شے کسی کام نہ آسکتی ہو یا اس سے منافع نہ کمایا جا سکتا ہو جیسا کہ چاول کے ایک دانے یا ایک کیڑے کی تجارت تو ایسی تجارت باطل ہے۔

سوال نمبر32:۔بیع حبل الحبلہ سے کیا مراد ہے؟اور اس کا کیا حکم ہے؟

پیدائش سے قبل کسی جانور کی فروخت بیع حبل الحبلہ کہلاتا ہے اور دور جہالت میں یہ رواج عام تھا۔ عرب اونٹ کے جنین کو اس وقت بیچ دیتے کہ جب ابھی وہ شکم مادر میں پرورش پارہاہوتا۔

حکم:۔

اسلام میں ایسا کرنا حرام ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسے وجود کا سودا ہے جو نا قابل شناخت، عدم موجود اور کسی کے حوالے نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے:

أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.(رسول اللہ ﷺ نے حبل الحبل (شکم مادر میں پل رہے اونٹ کے بچے) کی فروخت سے منع فرمایا ہے)

اسی ضابطے کی توثیق اس حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے، حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

سوال نمبر33:۔بیع الغرر سے کیا مراد ہے؟اور اس کا کیا حکم ہے؟

امام السرخسی لکھتے ہیں:

غرر ایسی چیز ہے کہ جس کا نتیجہ کسی کو معلوم نہیں۔

علامہ علی بن محمد الجرجانی نے اس اصطلاح کی یوں تعریف کی ہے: غرر ایک ایسی جنس ہے کہ جس کی افادیت کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا (نہ تو خریدار اور نہ ہی فروخت کنندہ) فروخت کردہ شئی کے بارے میں یہ جانتے ہیں کہ یہ درست حالت میں ہے یا نہیں۔

لہذا بیع الغرر کسی چیز کا ایسا لین دین ہے جو اس کے سودے کے وقت موجود نہ ہو۔اس لیے خریدار اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ شے کی اصل حالت کو پرکھ سکے۔اس کی مثالوں میں درختوں پر لگے پھلوں کی ان کے پکنے سے پہلے فروخت،اور تالاب میں موجود ان مچھلیوں کی فروخت جن پر ابھی جال نہ ڈالا گیا ہو، شامل ہیں۔

حکم:۔

بیع الغرر حرام ہے کیونکہ خریدار یہ یقین نہیں کر سکتا کہ کوئی مخصوص ہے، کسی قسم کی ہے، کسی بنانے والے کی بنی ہوئی ہے اور کس خوبی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نہی رسول اللہ عن بیع الغرر وبیع الحصاۃ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے بیع الغرر اور بیع الحصاۃ کے طریقے سے کچھ بھی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

سوال نمبر34:۔بیع الحصاۃ سے کیا مراد ہے؟اور اس کا حکم کیا ہے؟

بیع الحصاۃ ایسے کاروباری لین دین کو کہتے ہیں جس میں کسی سودے کی تکمیل کنکریوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔جب کوئی خریدار فروخت کنندہ کی کسی شئی پر کنکر پھینک دیتا ہے تو فروخت کا معاہدہ طے پاجاتا ہے۔

حکم:۔

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کی بیع سے بھی منع فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نہی رسول اللہ عن بیع الغرر وبیع الحصاۃ(رسول اللہ نے بیع الغرر اور بیع الحصاۃ کے طریقے سے کچھ بھی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔)

سوال نمبر35:۔بیع الملامستہ سے کیا مراد ہے؟اوراس کا حکم کیا ہے؟

بیع الملامستہ چھو کر فروخت کرنے کو کہتے ہیں جو کہ زمانہ قبل از اسلام میں فروخت کا ایک مقبول طریقہ تھا۔اس میں کسی شخص کے کپڑا چھو لینے سے اس کی طرف سے سودا پکا ہو جانے کی علامت تھی لیکن اسے اس شے کی چھان پھٹک کر کے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔یا یہ ایسے ہی تھا کہ جیسے اس نے اندھیرے میں کچھ خریدا اور اسے پتہ نہیں اس کے اندر کیا ہے۔

حکم:۔

بیع الملامستہ کا ممنوع ہونا حضور نبی اکرم ﷺ کی حضرت ابوہریرہ کی اس حدیث سے ثابت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.(رسول اللہ ﷺ نے بیع الملامسہ اور بیع المنابذہ سے منع فرمایا ہے۔)

سوال نمبر36:۔بیع المنابذۃ سے کیا مراد ہے؟اوراس کا حکم کیا ہے؟

بیع المنابذۃ دور جہالت میں رائج لین دین کا ایک طریقہ تھا۔اس میں ایک شخص دوسرے سے کہتا تھا،" جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ مجھے دے دو،جو کچھ میرے پاس ہے وہ تمہیں دے دوں گا۔فریقین میں سے کسی کو پتہ نہیں ہوتا تھا کہ دوسرے کی بند مٹھی میں کیا ہے۔اس کاروباری لین دین میں سودا ایک کپڑا دوسرے کی طرف اچھال کر کیا جاتا تھا۔فریقین میں سے کوئی بھی فروخت کی جارہی شے کا معائنہ نہیں کرتا تھا۔یہ جوئے کی ہی ایک شکل تھی۔

حکم:۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے کاروباری لین دین سے منع فرمایا جس میں فریقین ایک شے کا تبادلہ بغیر معائنہ کیسے کر لیتے تھے،حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.(رسول اللہ ﷺ نے بیع الملامسہ اور بیع المنابذہ سے منع فرمایا ہے۔)

سوال نمبر37:۔بیع السنین سے کیا مراد ہے؟اوراس کا کیا حکم ہے؟

بیع السنین اس طرح کی فروخت ہے کہ جس میں برائے فروخت شے زرعی پیداوار جیسے کہ پھل کھجوریں وغیرہ کو کئی سالوں کے لیے پیشگی فروخت کر دیا جاتا ہے۔ایک بیچنے والا اور ایک خریدنے والا ایک ایسا سودا طے کر لیتے ہیں کہ جس کے تحت مؤخر الذکر،اول الذکر سے اس کی آئندہ سالوں کی فصل پہلے ہی خرید لیتا ہے۔اس سودے میں غیر یقینی عیاں ہے کیونکہ اگر کھڑی فصل کسی ناگہانی آفت کی نذر ہو جائے تو خریدار کو نقصان برداشت کرنا پڑ سکتا ہے۔

حکم:۔

اسلام میں اس طرح کی فروخت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے:

أن النبی ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ وَوَضَعَ الْجَوَائِحَ.

ترجمہ: حضور نبی اکرم نے فصل کو برسوں قبل پیشگی فروخت کرنے سے منع فرمایااور یہ بھی (تجویز) فرمایا کہ اگر فصل (پکنے اور فروخت ہو چکنے کے بعد) کسی آسمانی آفت کی وجہ سے خراب ہو جائے تو فروخت کنندہ خریدار کو اس کی ادائیگی معاف کر دے۔

سوال نمبر 38:۔ بیع المحاقلہ سے کیا مراد ہے؟اور اس کا کیا حکم ہے؟

بیع المحاقلہ ایسی فروخت ہے کہ جس میں بالیوں میں موجود اناج کے دانوں کو خشک دانوں کے بدلے میں فروخت کیا جاتا ہے۔امام مسلم نے بیع المحاقلہ کی تعریف میں لکھا ہے کہ:

المحاقلہ کا مطلب کھڑی فصل کو پیمائش کردہ دانوں کے عوض فروخت کرنا ہے۔

حکم:۔

اس طرح کا لین دین کرنا حرام ہے۔جیسا کہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ:

ان رسول اللہ ﷺ نہی عن المحاقلۃ والمزابنۃ والمخابرۃ والثنیا الا ان تعلم

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے بیع المحاقلہ، بیع المزبنۃ، بیع المخابرۃ اور بیع الثنیا سے منع فرمایا ہے۔

سوال نمبر 39:۔ بیع الثنیّا سے کیا مراد ہے؟اور اس کا حکم کیا ہے؟

کاروباری لین دین میں استثناء سے مراد خریدی گئی اشیاء میں سے کسی بھی شئی کا خریدار کو اس کے بارے میں اعتماد میں لیے بغیر،الگ کر لینا ہے۔اگر کوئی بیچنے والا کہتا ہے میں یہ گائیں تمہیں فروخت کرتا ہوں سوائے ان میں سے چند ایک کے۔"تو چونکہ وہ یہ نہیں بتاتا کہ کون سے چوپائے الگ کیے گئے ہیں ان کے حوالے سے ابہام پیدا ہو جاتا ہے لہذا یہ لین دین حرام قرار پاتا ہے۔

حکم:۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ:

ان رسول اللہ ﷺ نہی عن المحاقلۃ والمزابنۃ والمخابرۃ والثنیا الا ان تعلم

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے بیع المحاقلہ، بیع المزبنۃ، بیع المخابرۃ اور بیع الثنیا سے منع فرمایا ہے۔

تاہم،اگر فروخت کنندہ الگ کردہ اشیاء کی تفصیلات سے خریدار کو آگاہ کر دیتا ہے تو پھر یہ لین دین جائز ہوگا۔اس سے متوقع خریدار اندھیرے میں نہیں رہے گا۔اس اصول کی توثیق حضور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارک سے ہوتی ہے، حضرت جابر بھی بیان کرتے ہیں:

اشْتَرَى مِنِّي رَسُولُ اللهِ بَعِيرًا وَاسْتَثْنَى ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک اونٹ خریدا لیکن اس کی پیٹھ کو اس پر سوار یا سامان لادنے کو مدینہ پہنچنے تک استثناء عطا فرمایا۔

تفصیلی سوالات

i. جائز کاروبار کتنے اور کون کون سے ہیں؟

ii. ممنوعہ کاروباری لین دین کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

iii. ناجائز کاروبار کتنے اور کون سے ہیں؟

باب نمبر 4: ربا (سود) کے بارے میں شرعی احکام

مختصر سوالات

سوال نمبر 1:۔امام راغب اصفہانی کے نزدیک سود کی تعریف کریں۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

الربا الزیادۃ علی رأس المال لکن خص فی الشرع بالزیادۃ علی وجہ دون وجہ.

ترجمہ: اصل مال پر زیادتی کو ربا کہتے ہیں لیکن شریعت میں ہر زیادتی کو ربا نہیں کہتے بلکہ وہ زیادتی جو مشروط ہو، سود ہے۔ شرط کے بغیر اگر مقروض، دائن کو خوشی سے کچھ زائد مال دے تو جائز ہے (سود نہیں)۔

سوال نمبر 2 :۔امام ابو بکر الجصاص کے نزدیک سود کی تعریف کریں۔

امام ابو بکر الجصاص فرماتے ہیں:

ھو القرض المشروط فیہ الأجل وزیادۃ مال علی المستقرض.

ترجمہ: جس قرض میں مقررہ مدت کے ساتھ قرض لینے والے کو اضافی رقم دینا مشروط ہو، وہ ربا (سود) ہے۔

سوال نمبر 3 :۔امام ابو منصور الازہری اور ابن منظور افریقی کے نزدیک سود کی تعریف کریں۔

امام ابو منصور الازہری اور ابن منظور افریقی فرماتے ہیں:

ربا کی دو قسمیں ہیں۔ وہ قرض حرام ہوتا ہے جو زیادتی کے ساتھ وصول کیا جائے یا اس سے (بطور شرط کچھ فائدہ حاصل کیا جائے۔ لیکن وہ قرض حرام نہیں جو مقررہ مدت کی تکمیل پر مقروض از خود اصل رقم پر بطور ہبہ کچھ اضافی مال قرض خواہ کو دے دے۔

سوال نمبر 4:۔امام ابن الاثیر الجزری کے نزدیک سود کی تعریف کریں۔

امام ابن الاثیر الجزری لکھتے ہیں:

ھو فی الشرع الزیادۃ علی أصل المال من غیر عقد تبایع.

ترجمہ: شریعت میں ربا کا مطلب تجارتی سودے کے بغیر اصل مال پر اضافی منافع وصول کرنا ہے۔

سوال نمبر 5:۔سود کی آسان الفاظ میں تحریر کریں۔

قانونی لحاظ سے سود کسی ادھار لین دین میں طے کردہ وہ اضافی رقم ہے جو ادھار لی گئی اصل رقم کے علاوہ ادھار لینے والا ادھار دینے والے کو واپس کرتا ہے۔

سوال نمبر 6:۔سود کی تعریف کی وضاحت کریں۔

سود کی مندرجہ بالا تعریف کی روشنی میں، کوئی بھی شے جو اصل رقم کے علاوہ معاہدے کی ایک شرط کو پورا کرنے کے لیے ادا کی جائے وہ سود ہے۔

سوال نمبر 7: ۔سورہ بقرہ کی روشنی میں سود کھانے والے کی مثال بیان کریں۔

قرآن پاک میں سود کھانے والے کو ایسے آدمی سے تشبیہ دی گئی ہے جسے شیطان نے ہاتھ لگا کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔

سوال نمبر 8:۔قرآن پاک کی روشنی میں سود کی حرمت بیان کریں۔

قرآن مجید میں سود کی مذمت اور ممانعت کے بارے میں فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

ترجمہ: اے ایمان والوں سود کو بڑھا چڑھا کر نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پا سکو۔

سوال نمبر 9:۔اللہ کس چیز کو بڑھاتا ہے اور کس چیز کو کم کرتا ہے؟

اللہ سود کو مٹاتا ہے اور کاروبار میں اضافہ کرتا ہے۔

سوال نمبر 10:۔سود کس کے ساتھ جنگ ہے؟

سود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الربوا وَأَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ.

ترجمہ: جو لوگ خود کھاتے ہیں وہ (روز قیامت) کھڑے نہیں ہو سکیں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان (آسیب) نے چھو کر بد حواس کر دیا ہو یہ اس لیے کہ وہ کہتے تھے کہ تجارت (خرید و فروخت) بھی تو سود کی مانند ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت (سودا گری) کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے، پس جس کے پاس اس کے رب کی جانب سے نصیحت پہنچی سو وہ (سود سے) باز آ گیا تو جو پہلے گزر چکا وہ اس کا ہے، اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، اور جس نے پھر بھی لیا سو ایسے لوگ جہنمی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔اور ان کے سود لینے کے سبب سے، حالانکہ وہ اس سے روکے گئے تھے اور ان کے لوگوں کا ناحق مال کھانے کی وجہ سے (بھی انہیں سزائی) اور ہم نے ان میں سے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سوال نمبر 11:۔سود کی اقسام بیان کریں؟

سود کی دو بڑی قسمیں ہیں۔

۱۔ربا الفضل　　　　۲۔ربا النسیہ

سوال نمبر 12:۔ربا الفضل سے کیا مراد ہے؟

ربا الفضل کو ربا البیع بھی کہتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ کسی شے کی اسی قسم کی شے کی زیادہ مقدار کے عوض، موقع پر بھی، فروخت کا ہو۔ مثال کے طور پر ایک کلو اچھی کوالٹی کی کھجوروں کا تبادلہ دو کلو کم کوالٹی کی کھجوروں سے قرآن پاک میں سود کی دوٹوک انداز میں خدمت اور ممانعت کی گئی ہے لیکن اس کی تخصیص نہیں کی گئی۔اس قسم کے سود کی تعریف احادیث مبارکہ میں کی گئی ہے۔مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ ربا الفضل (مقررہ

اضافہ) کی تعریف اور ممانعت سے آگاہ کرنے والی ہیں:

حضرت ابو سعید الخدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

أَن رَسُولَ اللهِ اللہ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا علی خیبر فجاءہ بتمر حبیب فَقَالَ رَسُولُ اللهِ و أكل تمر خیر ھکذا؟ قال: لا واللہ یا رَسُولَ اللہ، إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بالصاعین و الصاعین بالثلاثۃ فقَالَ رَسُولُ اللهِ لا تفعل، مع الجمع بالدراھم، ثُمَّ ابْتَعْ بالدراھم جینا

ترجمہ: حضور اکرم نے ایک شخص کو خیر میں اپنا ایک نمائندہ بنا کر بھیجا جوان کے لی وہاں سے بہت عمدہ قسم کی کھجوریں لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا، "کیا غیر کی ساری کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: "نہیں، یارسول اللہ ہم اپنی دو صاع کھجوروں کے عوض اس (عمدہ) کھجور کا ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو گرام لیتے ہیں، اور اپنی تین صاع کھجوروں کے عوض اس (محمدہ) کھجور کے دوماح لیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایسا نہ کرو۔ کمتر کو درہموں میں فروخت کرو اور پھر ان درہموں سے عمدہ کو خرید لو۔

حضرت ابو سعید الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تَبَعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثلًا بِمِثْلِ، وَلَا تُسقُوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَعُوا الوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثلا بِمِثْلِ، وَلَا تُشفوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبَعُوا مِنْهَا غَالِبًا بِنَاجِزٍ

ترجمہ: سونے کے عوض سونا نہ فروخت کرو سوائے اس کے کہ جیسا ایک ہو ویسا ہی دوسرا ہو۔ اور نہ ہی کسی ایک زیادہ کو دوسرے کم کے بدلے دو۔ چاندی کے عوض چاندی نہ فروخت کرو سوائے اس کے کہ جیسی ایک ہو ویسی ہی دوسری بھی ہو۔ اور نہ ہی کسی ایک زیادہ کو دوسرے کم کے بدلے دو۔ نہ کسی موجود شے کو غائب شئ کے بدلے میں فروخت کرو۔

حضرت عثمان بن عفانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ وَلَا الدِّرْهَم بِالدِّرْهَمَيْنِ.

ترجمہ: ایک دینار کو دو دینار یا ایک درہم کو دو درہموں میں فروخت نہ کروں۔

سوال نمبر 13:۔ ربا النسیہ سے کیا مراد ہے؟

ربا النسیہ کی اصطلاح کا ماخذ عربی لفظ نسیۃ ہے جس کا مطلب مؤخر کرنا، ملتوی کرنا یا دیر کرنا ہے یہاں ربا سے مراد قرض خواہ کو اپنا قرض چکانے میں دی جانے والی مہلت کی مدت کے عوض اس سے اضافی رقم کا وصول کرنا ہے لہذا یہ بھی سود پر ادھار دینے کی مترادف ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث مبارکہ سے ربا النسیۃ کی مزید وضاحت ہوتی ہے:

حضرت عبداللہ بن سالمؓ نے حضرت ابو بردہ سے فرمایا:

تم کسی ایسی جگہ ہو جہاں سود خوری عام ہو۔ اگر کسی شخص نے تمہارا کچھ دینا ہو اور وہ تمہیں گھاس کی ایک بڑی مقدار یا جو کی ایک بڑی مقدار یا چارے کی ایک بڑی مقدار تحفہ دے تو اسے نہ لو، یہ سود ہے۔

تفصیلی سوالات

i. سود کی ممانعت آیاتِ قرآنی سے ثابت کریں۔

ii. سود کی ممانعت احادیث مبارکہ سے ثابت کریں۔

باب نمبر 5: تاجر طبقے کے لئے ممنوعات

مختصر سوالات

سوال نمبر 1:۔یہودیوں پر سبت کے دن کا عذاب کیوں آیا؟

یہودیوں کے اس طرح سے اپنے دنیوی فائدے کے لیے اپنے مذہبی احکامات کی تعمیل میں حیل و حجت سے کام لینے کی تفصیلات، امام ابن کثیر نے یوں بیان فرمائی ہیں۔

اللہ نے اس گاؤں پر اپنا عذاب نازل فرمایا کہ انہوں نے اس کی نافرمانی کی اور سبت (ہفتے کا روز) کے تقدس کے بارے میں اپنی قسم اور عید کو توڑا۔ انہوں نے سبت سے پہلے والے دن مچھلیاں پکڑنے کے لیے، جال اور ڈوریاں اور پانی کے مصنوعی تالاب بنا کر سبت کے تقدس کو پامال کرنے کے دھوکہ دہی کے ذرائع اختیار کر لئے۔ جب مچھلیاں سبت کے روز حسب معمول زیادہ تعداد میں آئیں تو وہاں پہلے سے نصب جالوں اوڈوریوں اور تالابوں میں پھنس جاتیں اور ہفتے کا پورا دن وہیں پھنسی رہتی۔ پھر رات کو جب ہفتے کا دن ختم ہو جاتا تو یہودی انہیں وہاں سے پکڑ لیتے۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ نے انہیں انسانوں سے بندر بنا دیا۔ ایسے جانور جو انسانوں سے بڑی قریبی مشابہت رکھتے ہیں۔ ان کے یہ برے کام اور فریب بظاہر جائز نظر آتے تھے لیکن در حقیقت مکاری تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی سزا بھی ان کے جرم سے مماثلت رکھتی تھی۔

سوال نمبر 2:۔یہودیوں نے احکامات الٰہی کو کیسے بدلا؟

حضرت ابن عباس سے رایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب کو یہ بتائے جانے پر کہ فلاں شخص نے شراب بیچی تھی، یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ، ”اللہ اس فلاں شخص سے جنگ کرے! کیا وہ نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا" اللہ یہودیوں کو غارت کرے! چربی ان کے لیے حرام کی گئی تھی لیکن انہوں نے اسے پگھلا کر بیچا۔

سوال نمبر 3:۔امت محمدیہ میں حرام کو حلال کیسے لکھا جائے گا؟

ابو مالک اشعری کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت میں سے کچھ لوگ شراب پئیں گے، اور اس کا نام کچھ اور رکھیں گے۔ ان کے سروں پر باجے بجائے جائیں گے، اور گانے والی عورتیں گائیں گی، تو اللہ تعالی انہیں زمین میں دھنسا دے گا، اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا دے۔

ایک اور حدیث شریف میں مزید ایسی برائیوں کا ذکر ہے جنہیں لوگ جائز سمجھنے لگیں گے۔ فرمایا:

لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ.

ترجمہ: میری امت میں سے بھی، بلاشبہ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو جائز سمجھا کریں گے۔

سوال نمبر 4:۔اسلام میں دھوکہ دہی کی مذمت آیات واحادیث سے ثابت کریں۔

1. دھوکہ دہی کی ممانعت کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ

ترجمہ: بربادی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔ یہ لوگ جب (دوسرے) لوگوں سے ناپ لیتے ہیں تو (ان سے) پورا لیتے ہیں۔ اور جب انہیں (خود) ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔

2. حضرت شعیب ﷺ کی امت کے بد طینت لوگ تجارت میں بد دیانتی کو اپنا شعار بنانے سے باز نہ آتے تھے حالانکہ رب کریم نے انہیں بڑی عمدہ نعمتوں سے نواز رکھا تھا۔ ان کے پیغمبر علیہ السلام نے انہیں ان الفاظ میں ایسا کرنے سے باز رہنے کی تلقین فرمائی تھی:

قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آچکی ہے سو تم ماپ اور تول پورے کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو۔

3. دھوکہ دہی اور بد دیانتی کے خوگر، وہ لوگ اپنے پیغمبر کی نصیحت پر کان دھرنے پر تیار نہ ہوئے اور اپنے پیغمبر کی کاروبار میں احکامات الٰہیہ کی پاسداری کی دعوت کا مذاق اڑاتے، مدین کے باسی (حضرت شعیب ﷺ کے امتی) کہنے لگے کہ)

قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ

ترجمہ: اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان (معبودوں) کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں یا یہ کہ ہم جو کچھ اپنے اموال کے بارے میں چاہیں (نہ) کریں بے شک تم ہی (ایک) بڑے تحمل والے ہدایت یافتہ رہ گئے ہو۔

4. ایک مقام پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ. (جو دھوکہ کرتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں۔)

5. اسی طرح بد دیانت اور بیوفائی کرنے والوں کی سخت مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اور آگ کی نذر ہونے والے لوگ پانچ قسم کے ہیں؛ ایک (برائی سے بچنے کی سمجھ نہ رکھنے والا کمزور شخص، تمہاری فرمانبرداری میں ایسے لوگ جو خاندان اور مال کی پرواہ نہیں کرتے، وہ جو بد دیانت ہے اور خواہ کتنی ہی چھوٹی چیز ہو اس میں بھی کنجوسی کرتا ہے، ایسا شخص جو تمہارے خاندان اور تمہارے مال کے حوالے سے، صبح شام تم سے بیوفائی کرتا ہے؟ اور آپ ﷺ نے کنجوسی اور جھوٹ کا ذکر فرمایا اور وہ جس کی گفتگو فحش ہو۔

6. حضرت عقبیٰ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا يَحِلُّ الامرى يَبِيعُ سِلْعَةً يَعْلَمُ أَنَّ بِهَا دَاءً إِلَّا أَخْبَرَهُ.

ترجمہ: کسی بھی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ بتائے بغیر ایسی اشیاء فروخت کرے کہ جن کے نقص کا اسے علم ہو۔

سوال نمبر 5:۔ اسلام میں قسم کھا کر تجارت کرنا کیسا ہے؟

اجناس کو فروخت کرنے کے لیے قسم کھانے کی ممانعت پر حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

الحلف منطقة للسلعة مُمحِقَةٌ للبركة. (قسم کھانا مال کے جلد بک جانے کا سبب تو بنتا ہے لیکن اس میں سے برکت ختم کر دیتا ہے)

کاروباری لین دین اور کسی بھی فروخت کے دوران قسمیں کھانے سے بچنے کی تلقین ایک اور حدیث شریف میں بھی ملتی ہے۔ حضرت ابو قتادہ الانصاری سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

إِيَّاكُمْ وَ كَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ، فَإِنَّهُ يُنفِقُ ثُمَّ يَمْحَقُ.

ترجمہ:کچھ بھی بیچتے وقت بہت قسمیں اٹھانے سے بچو، کیونکہ ایسا کرنا اسے فروخت کردے گا اور پھر (نفع کی برکت کو) غائب کردے گا۔

سوال نمبر 6:۔ذخیرہ اندوزی کسے کہتے ہیں اسلام نے اس کی کس طرح مذمت کی ہے؟

ایسے لالچی لوگ جو اپنے عیش وآرام میں مست رہتے ہیں اور ضرورت مندوں کے مصائب کو نظر میں نہیں لاتے انہیں ان کے خوفناک انجام سے اس طرح ڈرایا گیا ہے۔فرمایا:

1. الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ كَلَّا لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ

ترجمہ:(خرابی وتباہی ہے اس شخص کے لیے) جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھتا ہے۔وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی دولت اسے ہمیشہ زندہ رکھے گی۔ہر گز نہیں وہ ضرور خطمہ (یعنی چورا چورا کر دینے والی آگ) میں پھینک دیا جائے گا۔اور آپ کیا سمجھے ہیں کہ خطمہ (چورا چورا کر دینے والی آگ) کیا ہے۔(یہ) اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔جو دلوں پر (اپنی اذیت کے ساتھ) چڑھ جائے گی۔بیشک وہ (آگ) ان پر ہر طرف سے بند کر دی جائے گی۔(بھڑکتے شعلوں کے لیے لیے ستونوں میں (اور ان لوگوں کے لیے کوئی راہ فرار نہ رہے گی)۔

مسلمانوں کی شریعت ان کے ذہنوں میں منصفانہ برتاؤ کا شعور اجاگر کرنے والی اور انہیں ذخیرہ اندوزی سے روکنے والی ہے۔فرمایا:

2. وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ

ترجمہ:اور جو لوگ سونا اور چاند کی ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنادیں۔جس دن اس (سونے، چاندی اور مال) پر دوزخ کی آگ میں تاپ دی جائے گی پھر اس (تپے ہوئے مال) سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں واغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) کہ یہ وہی (مال) ہے جو تم نے اپنی جانوں (کے مفاد) کے لیے جمع کیا تھا۔سو تم (اس مال) کا مزہ چکھو جسے تم جمع کرتے رہے تھے۔

دوکاندار یا تاجر حضرات جب بھی کوئی اشیاء بڑی مقدار میں ذخیرہ کرتے ہیں تو ان کا مقصد ان اشیاء کو زیادہ قیمت پر بیچ کر اپنا نفع بڑھانا ہوتا ہے، اپنے امتیوں کو لوگوں کی ضروریات زندگی کو روک رکھنے سے باز رکھنے کے لیے اللہ کے محبوب پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

3. من احتكر فهو خاطى.(جو کوئی بھی ذخیرہ کرتا ہے وہ گنہگار ہے۔)

4. حضرت ابن عمر نے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من احتكر طَعَامًا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فقد برى من الله تعالى، وبرى الله تعالى منه.

ترجمہ:جو کوئی بھی (زیادہ قیمت کی خواہش رکھتے ہوئے) اللہ چالیس راتوں سے زیادہ ذخیرہ کرتا ہے، وہ اللہ تعالی کی ذمہ داری سے آزاد ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

5. حضرت معمر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا يحتكر إلا خاطئ (کوئی اور نہیں صرف گنہگار ہی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔)

سوال نمبر 7:۔ تجارت میں لالچ کرنا کیسا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

1. وَأَمَّا مَنۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنَىٰ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلۡعُسۡرَىٰ وَمَا يُغۡنِي عَنۡهُ مَالُهُۥٓ إِذَا تَرَدَّىٰٓ

ترجمہ: اور جس نے بخل کیااور (راہ حق میں مال خرچ کرنے سے) بے پرواہ رہا: اور اس نے (یوں) اچھائی (یعنی دین حق اور آخرت) کو جھٹلایا تو ہم عنقریب اسے سختی (یعنی عذاب کی طرف بڑھنے) کے لیے سہولت فراہم کردیں گے (تاکہ وہ تیزی سے مستحق عذاب ٹھہرے) اور اس کا مال اس کے کسی کام نہیں آئے گا جب وہ ہلاکت کے گڑھے) میں گرے گا۔

قرآن مومنین کو، ان کو عطا کیے گئے مادی وسائل سے مستفید ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن یہ ان کو ایسی حرکات سے بچے رہنے کی تلقین بھی کرتا ہے جو انہیں اللہ کی راہ سے دور کردینے والی ہوں۔ صاحب ایمان لوگ دولت کا مصرف یہی سمجھتے ہیں کہ وہ اس کی مدد سے اپنے دنیوی فرائض پورے کرکے اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں وقف کرلیں۔ وہ دولت کے انبار کیوں اکٹھے کرکے رکھیں وہ ان کے ساتھ قبروں میں جانے کے تو نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ایسے نفس کے لیے اللہ تبارک وتعالی سے پناہ مانگی ہے جو زیادہ سے زیادہ کا طلبگار رہے اور جو کچھ اسے عطا کیا گیا ہو اس سے کبھی مطمئن نہ ہو۔ حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

2. اللهم آتِ نَفۡسِي تَقۡوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنۡتَ خَيۡرُ مَنۡ زَكَّاهَا، أَنۡتَ وَلِيُّهَا وَمَوۡلَاهَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنۡ عِلۡمٍ لَا يَنۡفَعُ، وَمِنۡ قَلۡبٍ لَا يَخۡشَعُ، وَمِنۡ نَفۡسٍ لَا تَشۡبَعُ، وَمِنۡ دَعۡوَةٍ لَا يُسۡتَجَابُ لَهَا

ترجمہ: یا اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اسے پاک فرما، آپ سے بہتر کون اسے پاک کرسکتا ہے، آپ ہی اس کے آقا اور مولا ہو یا اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو بے فائدہ ہو، ایسے دل سے جس میں (آپ کے حضور) عاجزی نہ ہو، ایسے نفس سے جو مطمئن نہ ہو، اور ایسی دعا ہے جو قبول نہ ہو۔

لالچ سوچنے کا ایک غلط انداز ہے۔ اگر کوئی اس کی درستی کی کوشش نہ کرے یا اس کا علاج نہ ڈھونڈے تو پھر اس کی خواہشیں تمام حدیں پھلانگنے لگتی ہیں۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:

3. لَوۡ أَنَّ لِابۡنِ آدَمَ مِثۡلَ وَادٍ مَالًا، لَأَحَبَّ أَنَّ لَهُ إِلَيۡهِ مِثۡلَهُ، وَلَا يَمۡلَأُ عَيۡنَ ابۡنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنۡ تَابَ.

ترجمہ: آدم کے بیٹے کے پاس اگر دولت کی ایک پوری وادی بھی ہو تو یہ اس جیسی ایک اور وادی کے ملنے کی خواہش کرے گا۔ آدم کے بیٹے کی آنکھ تو بس مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو صرف اسے ہی اپنی توجہ سے نوازتا ہے جو اس سے معافی کا طلبگار رہے۔

سوال نمبر 8:۔ اسلام نے تجارت میں اشیاء کے نقائص چھپانے کی کیسے مذمت کی ہے؟

تاجر، کاروباری حضرات، اور غذائی اجناس مہیا کرنے والوں کے اوپر فرض ہے کہ ان اشیاء کے نقائص ظاہر کریں جو وہ بیچ رہے ہوں۔ حضرت عقبیٰ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1. الۡمُسۡلِمُ أَخُو الۡمُسۡلِمِ، لَا يَحِلُّ لِمُسۡلِمٍ بَاعَ مِنۡ أَخِيهِ بَيۡعًا، فِيهِ عَيۡبٌ إِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ.

ترجمہ: ہر ایک مسلمان، دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور یہ کسی طرح بھی جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو کوئی ناقص سے فروخت کرے جب تک کہ وہ اسے اس کے نقص سے آگاہ نہ کردے۔

2. اگر کوئی شخص کوئی ناقص شے بغیر اس کا نقص بتائے فروخت کرتا ہے تو وہ اللہ تبارک و تعالی کی ناراضی مول لیتا ہے اور خود کو اس کی برکت سے محروم کرلیتا ہے۔

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ، لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللَّهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ

ترجمہ: حضرت وائلہ بن اسقع ہے فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جو کوئی بھی ناقص شے بغیر اس کا نقص بتائے فروخت کرتا ہے وہ ہمیشہ اللہ تبارک و تعالی کے غصے کا شکار رہے گا اور فرشتے اس پر لعنت بھیجنا جاری رکھیں

3. بیان کردہ احادیث مبارکہ کے مطابق ہر مسلمان کو اپنے ہم مذہب کا خیر خواہ ہونا کسی بھی فروخت کنندہ کو اپنی کوئی بھی چیز فروخت کرنے سے پیشتر اس کے نقائص سامنے لانے چاہئیں۔ایک معروف حدیث شریف اس دلیل کو تقویت دینے والی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا. فَقَالَ: مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے غلے کے ڈھیر کے قریب سے گزرتے ہوئے جب اپنا دست مبارک اس میں اندر تک داخل فرمایا تو آپ نے دیکھا کہ یہ تو گیلا ہے اس پر آپ نے غلہ بیچنے والے سے پوچھا: ایسا کیوں ہے؟اس نے جواب دیا: "ایسا بارش کے باعث ہوا، یارسول اللہ آپ نے اس سے فرمایا: تم اسے اوپر کیوں نہیں رکھتے کہ لوگوں کو پتہ چل سکے؟ جو کوئی بھی دھوکہ کرتا ہے وہ مجھ میں سے نہیں۔

مندرجہ بالا حدیث سے کاروبار میں ایمانداری کو سب سے آگے رکھنے کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ تمام مذاہب میں سے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کاروبار میں اخلاقیات کی افادیت کا درس دیتا ہے اور اپنے پیغمبر ﷺ کو ایک مثالی نمونہ بنا کر پیش کرتا ہے۔ کوئی بھی کاروبار جو منظور کردہ اخلاقیات کی تعلیمات اور ہدایات سے مطابقت نہ رکھتا ہو ناجائز ہے۔ اگر کاروباری برادری کو اپنے کسی لین دین کے اخلاقی حدود سے متجاوز ہونے کے بارے میں شک ہو تو انہیں اس سے حاصل ہونے والے متوقع فائدے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے ترک کر دینا چاہیے۔ آج کل مسلم ممالک کے لیے قیمتوں کے تقرر کا نظام ایک بڑا چیلنج ہیں۔ جب یہ نظام خرابی کی راہ پر چل نکلیں تو فرد کا جینا تو دوبھر ہوتا ہی ہے ملکی معیشت کا پہیہ بھی جام ہو جاتا ہے۔ معاشی مشکلات کا حل کام کی ایمانداری میں ہے۔ احادیث کی کتابوں میں بیسیوں مثالیں اس نکتہ کو اجاگر کرتی ہیں کہ کام پر بددیانتی قلت کو جنم دیتی ہے۔ ایک بددیانت شخص ہمیشہ اپنی آمدن کے کم ہونے کا رونا روتا رہتا ہے۔

تفصیلی سوالات

i. شریعت اسلامیہ میں تاجر طبقے کے لئے کون کون سی ممنوعات ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں۔

باب نمبر 7: معاہدات کی شرعی حیثیت

مختصر سوالات

سوال نمبر1:۔ معاہدہ سے کیا مراد ہے اس کی لغوی ،اصطلاحی تعریفات کریں اور مصنف کے نزدیک اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

کتب فقہ میں معاہدہ کے لیے ''العقد'' کا لفظ ہی استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان میں عقد گرہ یا گانٹھ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ "عقد الحبل" سے مراد "رسی میں گرہ لگانا ہے۔

معاہدے کے فریقین میں سے ایک فریق کے کلام کا دوسرے (فریق) کے کلام سے ایسا شرعی تعلق جس کا اثر محل میں ظاہر ہو، عقد کہلاتا ہے۔

سوال نمبر2:۔ عقد کی تعریفات میں کتنے عناصر اہم ہیں؟

1. ذمہ داری کی تخلیق (creation of liabilities) جیسے خرید وفروخت میں بائع او مشتری کی ذمہ داریاں۔
2. پہلے سے کسی تخلیق شدہ ذمہ داری کا انتقال: جیسے کوئی شخص مقروض کے ذمہ واجب الادا قرضوں کو خود ادا کرنے کے لیے رضامندی کا اظہار کرے۔
3. پہلے سے کسی تخلیق شدہ ذمہ داری کسی شرط یا بغیر شرط کے باقی رکھنا جیسے طے شدہ مدت پر کسی تجارتی مال کی ترسیل کو مؤخر کرنا یا جلد فراہم کر دینا۔
4. پہلے سے تخلیق شدہ ذمہ داری کو کالعدم قرار دینا جیسے کوئی شخص اپنے مقروض کے ذمہ واجب الادا قرض معاف کر دے۔

سوال نمبر3:۔ رہن کسے کہتے ہیں ؟مصنف کے نزدیک اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

غیر اسلامی معاشروں میں، گھریلو، تجارتی یا ذاتی ضرورتوں کے لیے رہن یا گروی رکھنے کے نظام کی بنیاد سود پر قائم کی گئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس کو حرام فرمایا ہو اسے کوئی حلال قرار نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی شخص، مرد ہو یا عورت، سود یا کسی بھی اور حرام شے کو حلال کرنے کی کوشش بھی کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ غیر مسلم ممالک، جہاں مسلمان ایک اقلیت ہوں، وہاں رہن یا گروی سے متعلقہ معاملات اجتہاد (کسی شرعی مسئلے کے بارے میں فقہاء کا اپنے علم اور آزادانہ سوچ کے ساتھ منطقی استدلال کی بنیاد پر اس کا حل تجویز کرنا) سے حل کیے جا سکتے ہیں۔

سوال نمبر4:۔ انشورنس پالیسی کسے کہتے ہیں؟اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ایسی اسلامی انشورنس کمپنیوں سے کوئی انشورنس پالیسی لے لینے میں کوئی شرعی عذر نہیں جو تعمیل شرع کے معیاروں کی سختی سے پابندی کرتی ہوں۔ صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک میں روایتی طور پر رائج انشورنس کے نظام کو علماء کی کثریت ناجائز قرار دیتی ہے۔ پھر بھی بعض علماء کے نزدیک اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔اس کے باوجود بھی مسلمانوں کے لیے بہتر بات یہی ہو گی کہ وہ اس کاروبار سے دور ہی رہیں۔

سوال نمبر5:۔ تکافل کسے کہتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

انگریزی زبان میں تکافل کے لیے مستعمل اصطلاحات کو اردو میں یکجہتی، باہمی ضمانت یا "ایک دوسرے کو ضمانت دینا کہیں گے۔ سماجی یکجہتی، تعاون اور ممبران کے نقصانات کی اجتماعی تلافی کی بنیاد پر قائم. تکافل، اسلامی انشورنس ہے کیونکہ اسے اسلامی مالیات کے اصولوں کے مطابق چلایا جاتا ہے۔ یہ نظام ایک مشترکہ کاروباری ادارہ ہے جس میں اس کے ممبران اپنے وسائل اکٹھے کر لیتے ہیں اور کسی حادثے یا نقصان کی صورت میں

ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ تکافل مبنی بر تعمیل شریعہ انشورنس ہے جو کسی فرد کو ممکنہ حادثاتی نقصان کو کم کرنے اور سماجی بھلائی کی جدید سوچ کی پیداوار ہے۔

قانونی طور پر تکافل کا مطلب ایک ایسی باہمی ضمانت یا یقین دہانی ہے جس کی بنیاد ایسے "العقد" (معاہدے) پر رکھی گئی ہے جو ایک ہی معاشرے میں رہنے والے لوگوں کے ایک گروپ کے درمیان کسی بیان کردہ خطرے یا کسی جان، مال یا قابل قدر اثاثے پر کسی ناگہانی آفت کے خلاف کیا جاتا ہے۔

بعض علماء نے تکافل کی تعریف یوں بیان کی ہے: "یہ "اسلامی انشورنس کی ایک شکل ہے جس کی بنیاد تعاون اور امداد باہمی کے اصول پر رکھی گئی ہے۔ یہ کسی جان، مال یا قیمتی اثاثے کے ضیاع کی صورت میں باہمی مدد فراہم کرتی ہے اور اس اکٹھ کے کسی بھی ممبر کے کسی نقصان سے دوچار ہونے کے خطرے سے مجموعی طور پر نپٹنے کی پیشکش کرتی ہے۔

سوال نمبر 6:۔ تکافل کی اہمیت بیان کریں۔

تکافل جو روایتی انشورنس کا متبادل ہے، کسی بھی ناگہانی آفت، جسمانی چوٹ کا حادثے کے باعث مالی نقصان کے خطرے کو ختم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ تقدیر پر پختہ یقین" کے اصل معانی سے ناواقف بعض مسلمان کسی ناگہانی آفت کے کسی پیشگی انتظام کو ضروری نہیں سمجھتے۔ وہ غلطی سے یہ فرض کر لیتے ہیں کہ مصیبتیں اللہ کی طرف سے آتی ہیں جن کو روکنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیے۔ جبکہ یہ بات کہ لوگوں کو اپنے معاملات کو سنوارنے کی بھرپور کوشش کرنا چاہیے، قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں بڑی کھول کر بیان فرمائی گئی ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

ترجمہ: بیشک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے آپ میں خود تبدیلی پیدا کر ڈالیں۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ کسی بدو نے اپنے اونٹ کو باندھنے کی بجائے کھلا چھوڑ دیا ہے۔ بدو نے حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: يَارَسُولَ اللهِ، أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ، أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ؟

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! کیا میں اونٹ کو پہلے باندھ دوں پھر اللہ پر توکل کروں یا کھلا چھوڑ دوں پھر توکل کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ. (اسے باندھ دو، پھر توکل کرو۔)

معلوم ہوا کہ توکل کے اصلی معنٰی یہ ہے کہ بھلائی کو پانے اور برائی سے بچنے کی بڑی سمجھداری سے منصوبہ بندی کرنا چاہئے۔

سوال نمبر 7:۔ تکافل شرعی احکام کے عین مطابق کیسے ہے؟

قرآن مجید اپنے مخاطبین کو باہمی تعاون کی تلقین فرماتا ہے۔ فرمایا:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ (اور راستی اور تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔)

اللہ تبارک وتعالٰی مومنین کے کردار کی خوبی کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (اور اہل ایمان مرد اور اہل ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں)

عرب قبائل میں یہ رواج عام تھا کہ وہ خون بہا کی ادائیگی اپنے وسائل یکجا کر کے کیا کرتے تھے۔اسلامی انشورنس کی روح بھی یہی ہے، مر د رشتہ داروں سے رقم اکٹھی کرنے کی روایت کو عاقلہ کہا جاتا تھا۔ حضرت ابن المسیبؒ اور حضرت ابو سلمان بن عبد الرحمن ؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ مجھے نے فرمایا:

اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا، فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ، فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ، وَقَضَى أَنَّ دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا.

ترجمہ: بنی ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں اور ایک نے دوسری عورت پر پتھر پھینک مارا جس سے وہ عورت اپنے پیٹ کے بچے (جنین سمیت مر گئی)۔ پھر (مقتولہ کے رشتہ دار) مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں لے گئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ پیٹ کے بچے کا خون بہا ایک غلام یا کنیز دینی ہو گی اور عورت کے خون بہا کو قاتل عورت کے عاقلہ (عورت کے باپ کی طرف سے رشتہ دار عصبہ) کے ذمہ واجب قرار دیا۔

سوال نمبر 8:۔ تکافل انڈسٹری کی بناوٹ پر نوٹ لکھیں ۔

جب کوئی تکامل انڈسٹری قائم کی جاتی ہے تو پالیسی ہولڈر اپنے مشترکہ مفاد کے لیے چندہ کرتے ہیں، اس جمع کردہ رقم کی دیکھ بھال ایک کمپنی انفرادی کھاتوں کی صورت میں کرتی ہے۔ پس یہ جمع کر وہ رقم ٹھوس مالیاتی طور پر نفع بخش مالیاتی سکیموں میں لگائی جاتی ہے۔ معاہدے کا حصہ ہونے کی وجہ سے تمام پالیسی ہولڈر اس پر متفق ہوتے ہیں کہ ان میں سے کسی پر بھی کوئی جانی یا مالی آفت آن پڑی تو وہ سب اپنے کھاتے میں سے اپنے حصے کی مناسبت سے ہدیہ کر کے اس کے نقصان کی تلافی کریں گے۔ مزید بر آں کوئی بھی منافع تکافل ہولڈروں کے درمیان بانٹا جائے گا۔

سوال نمبر 9:۔ اسلامی انشورنس بمقابلہ روایتی انشورنس میں کیا فرق ہے ؟

روایتی انشورنس تعمیل شریعت کی حامل نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکے، جوئے، حد سے زیادہ بے یقینی اور سود کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ تکافل تعمیل شریعہ کا حامل ہے اور اسے جائز قرار دیا گیا ہے۔ گو کہ تکافل ابھی اپنی تعمیر و ترقی کی ابتدائی منازل طے کر رہا ہے لیکن پھر بھی یہ روایتی انشورنس کا زیادہ مستحکم مالی متبادل ہے۔ اس بات کو ٹھوس شواہد سے تقویت ملتی ہے کہ تکافل مسلم اور غیر مسلم ممالک، ایران، ترکی، ملائیشیا، سوڈان، مشرق وسطی، امریکہ اور برطانیہ میں بڑی تیزی سے مقبول ہو رہا ہے۔

سوال نمبر 10:۔ کیا تکافل ایجنٹ کو کمیشن دینا جائز ہے ؟

ثالثی کے ذریعے کسی تجارتی لین دین کا حصہ بننا مناسب اور جائز ہے۔ چونکہ ایجنٹ اپنی خدمات پیش کرتے اور اپنا وقت صرف کرتے ہیں، لہذا ان کا دونوں فریقوں سے فیس کی صورت میں معاوضہ طلب کرنا جائز ہے۔ کیا کسی تھوک کے بیوپاری کو آپ کو اپنی اشیاء بکوانے کے عوض کسی معاوضے کی پیشکش کرنا چاہیے ؟ اس کا جواب اسلامی شریعت میں ہاں میں ہے۔ تاہم یہ امر محل نظر ہے کہ اس طرح کے سودے طے کرواتے ہوئے ایجنٹ اور ثالث کی طرف سے وصول کیے جانے والے منافع / کمیشن کی جائز اور مناسب حد کیا ہو سکتی ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی جیسے کوئی ڈاکٹر سارا سارا دن ایک عام بیماری کا علاج کرتا رہتا ہے یا ایک ایسی بیماری کا علاج کرتا جو وائرل ہوتی ہے تو ایسی بیماری کی تشخیص اور علاج میں اس کا زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا اور نہ ہی ڈاکٹر کو زیادہ محنت اور سوچ بچار کرنا پڑتا ہے۔ لہذا ایسی بیماریوں کے علاج کا معاوضہ وہ کم رکھے گا۔ لیکن اگر مریض کو ایسی بیماری ہے

جس کے علاج پر ڈاکٹر کا زیادہ وقت اور محنت صرف ہوتی ہے اور بالعموم اس طرح کے زیادہ مریض اس کے پاس نہیں آتے بلکہ وہ الگ سے وقت نکال کر ایسے امراض کا علاج کرتا ہے تو لا محالہ اس صورت میں وہ زیادہ فیس لینے کا مجاز ہوتا ہے۔

سوال نمبر 11:۔رشوت کے جواز کی کوئی صورت بیان کریں۔

کسی صاحب منصب کو کوئی ہدیہ اس مقصد کے لیے پیش کرنا کہ پھنسا ہوا جائز کام ہو جائے، اپنے قانونی حقوق مل جائیں، نوکری مل جائے کہ جس کی اس نے تعلیم حاصل کر کے ڈگری لی تھی، یا صاحب منصب کے شر سے بچ جائے اس حد تک یہ امر مجبوری جائز ہے کہ جب ہدیہ دینے والے کے پاس اور کوئی راستہ نہ ہو۔ لیکن یہ امر ملحوظ رہے کہ شرعاً صاحب منصب کے لیے ہدیے اور تحفے وغیرہ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔ ایسے ہدایا اور تحائف رشوت کے زمرے میں آتے ہیں اور رشوت وصول کرنے والے اپنے ہاتھوں اپنی تباہی لاتے ہیں۔ رب العزت نے لوگوں کو سبق دیا ہے:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔)

تفصیلی سوالات

i. معاہدات کی شرعی حیثیت پر مکمل نوٹ تحریر کریں۔

ii. تکافل کی شرعی حیثیت اور مکمل احکام پر نوٹ تحریر کریں۔

باب نمبر 8: کاروبار اور تجارت کا اسلامی طریقہ

سوال نمبر 1:۔اسلامی تجارت کے اہم نکات تحریر کریں؟

اسلامی تجارت کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

۱: نقائص کا بتانا ۲: راست گوئی ۳: تجارتی لین دین میں ایمان داری ۴: ناپ تول پورا دینا ۵: نرم دلی کا مظاہرہ کرنا

۶: کسی کی لاعلمی سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت ۷: ارتکاز دولت کی ممانعت ۸: وسائل کے بے جا اسراف کی ممانعت

۹: کالے دھن کو سفید کرنے کی ممانعت ۱۰: سرکاری حیثیت میں تحفے وصول کرنا ۱۱: خرید ی گی اشیاء کرنے کا حق

۱۲: قیمتوں کے تعین کا نظریہ ۱۳: اعتماد ۱۴: وعدہ پورا کرنا

۱۵: استغناء ۱۶: کسی کا اپنا حق چھوڑنا ۱۷: عفو در گزر کرنا

۱۸: بوجھ سے نجات دلانا ۱۹: ایک مسلمہ تجارتی سودے کی شرائط

سوال نمبر 2:۔اسلامی تجارت میں نقائص کی اہمیت بیان کریں ۔

کسی بھی شے کو فروخت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ خریدار کو اس شے میں پائے جانے والے کسی بھی نقص سے آگاہ کرے۔ حضرت عقبیٰ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يَبِيعُ سِلْعَةً يَعْلَمُ أَنَّ بِهَا دَاءً إِلَّا أَخْبَرَهُ.

ترجمہ؛ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ ایسی کوئی شے جس کا نقص اسے معلوم ہو سکے خریدار کو بتائے بغیر بیچے۔

سوال نمبر 3:۔ اسلامی تجارت میں راست گوئی کی اہمیت بیان کریں ۔

اسلام سچ بولنے کو بطور ایک اخلاقی قدر بنیادی اہمیت دیتا ہے کیونکہ یہ سماجی تعلقات کے قیام کے لیے ایک لازمی عنصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

ترجمہ: اور اگر تم سفر پر ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو باقبضہ رہن رکھ لیا کرو، پھر اگر تم میں سے ایک کو دوسرے پر اعتماد ہو تو جس کی دیانت پر اعتماد کیا گیا اسے چاہیے کہ اپنی امانت ادا کردے اور وہ اللہ سے ڈرتا رہے جو اس کا پالنے والا ہے، اور تم گواہی کو چھپایا نہ کرو، اور جو شخص گواہی چھپاتا ہے تو یقیناً اس کا دل گنہگار ہے، اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جاننے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

ترجمہ: صاف گو اور ایماندار تاجر (روز محشر) نبیوں، ہمیشہ سچ بولنے والوں (صدیقوں) اور شہداء کے ساتھ ہوں گے۔

ایک جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، أَوْ قَالَ: حَتَّى يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بيعهما

ترجمہ: بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں کو جب تک وہ جدا نہ ہوں (یا آپ نے فرمایا: جدا ہونے تک۔) اپنے طے کردہ سودے کو باقی رکھنے اور ختم کرنے کا اختیار ہے۔ اگر وہ سچ بولتے اور معاملات کو صاف رکھتے ہیں تو ان کے سودے میں برکت ہوگی۔ اگر وہ کچھ چھپاتے اور جھوٹ بولتے ہیں تو ان کے اس سودے سے برکت معدوم ہو جائے گی۔

سوال نمبر 4:۔ تجارتی لین دین میں ایمانداری کی اہمیت بیان کریں۔

مالی معاملات میں ایمانداری ایک اخلاقی ضرورت ہے۔ وہی لوگ بھروسہ کے قابل ہوتے ہیں جو اپنے کیے گئے وعدوں، دعووں اور معاہدوں پر پورا اترتے ہیں۔ راست بازی کی پالیسی پر عمل کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ، فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا، فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ.

ترجمہ: اگر ہم کسی کو کسی کام کے کرنے پر لگائیں اور اس کے عوض اسے کچھ معاوضہ دیں تو جو وہ اس کے علاوہ لے وہ خیانت ہے۔

سوال نمبر 5:۔ اسلامی تجارت میں ناپ تول پورا کرنے کی اہمیت بیان کریں۔

اسلام پورا پورا تولنے اور ٹھیک ناپنے کے زریں اصول پر عمل پیرا رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ المستقيم ذلك الخير واحسن تاويلا

ترجمہ: اور ناپ پورا رکھا کرو جب (بھی) تم (کوئی چیز) ناپو اور (جب تولنے لگو تو) سیدھے ترازو سے تولا کرو، یہ (دیانت داری) بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے (بھی) خوب تر ہے۔

ناپ تول کرتے ہوئے دھوکہ دینے کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا:

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ واذا كالوهم اووزنوهم يخسرون

ترجمہ: بربادی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے یہ لوگ جب (دوسرے) لوگوں سے ناپ لیتے ہیں تو (ان سے) پورا لیتے ہیں اور جب انہیں (خود) ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔

سوال نمبر 6:۔اسلامی تجارت میں نرم دلی کے مظاہرے کی اہمیت بیان کریں۔

نرم مزاجی کا مظاہرہ کرنے والے تاجر اللہ تعالی کی طرف سے خیر و برکت کے عطا کیے جانے کے حقدار بن سکتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ، سَمْحَ الشِّرَاءِ، سَمْحَ الْقَضَاءِ

ترجمہ: بیشک اللہ تعالی بیچنے، خریدنے اور قرض کے مطالبہ میں نرمی و آسانی کو پسند کرتا ہے۔

ایک جگہ پر فرمایا:

غفر اللهُ لِرَجُل كَانَ قَبْلَكُمْ، كَانَ سَهْلًا إِذَا بَاعَ، سَهْلًا إِذَا اشْتَرَى، سهلًا إِذا اقتضى

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالی نے تم سے پہلے گزرے شخص کی مغفرت اس وجہ سے فرما دی کہ وہ شخص خریدتے وقت بھی نرمی برتتا تھا اور بیچتے وقت بھی نرمی کا مظاہرہ کرتا تھا اور اپنے قرض کی واپسی کا تقاضا کرتے ہوئے بھی نرمی برتتا تھا۔

ابو سعید الخذری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أفضلُ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلٌ سَمْحُ الْبَيْعِ، سَمْحُ الشِّرَاءِ، سَمْحُ الْقَضَاءِ سمع الاقتضاء

ترجمہ: مومنوں میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خریدتے اور بیچتے وقت، قرض کی واپسی کا تقاضا کرتے ہوئے اور کچھ بھی طلب کرتے وقت خوش خلقی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

سوال نمبر 7:۔اسلامی تجارت میں کسی کی لاعلمی سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت کی اہمیت بیان کریں۔

لوگوں کو ان کی چیزوں کے بارے میں غلط بتانا یا کسی کی حق تلفی کے لیے اسے دھوکے میں رکھنا سختی سے منع کیا گیا ہے۔ فرمایا:

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ (اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو۔)

اسی موضوع پر ایک حدیث شریف حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ ایک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس کے ساتھ کاروبار میں اکثر دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسے ہدایت فرمائی کہ:

إِذَا بَايَعْتَ، فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ (تم جب بھی کچھ خریدو تو کہا کرو: ''کوئی دھوکہ نہیں)

حضرت علی ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی المسر تسل (بازار میں آیا کوئی لاعلم شخص) سے دھوکہ سود خوری ہے۔

سوال نمبر 8:۔اسلامی تجارت میں ارتکاز دولت کی ممانعت کی اہمیت بیان کریں ۔

مال و دولت کے انبار اکٹھے کرنا اور اپنے جیسے دوسرے انسانوں کو اس سے محروم کرنا ایک گناہ ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

ترجمہ: اور جو لوگ سونا اور چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیں۔

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا؛

لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ

(یہ نظام تقسیم اس لیے ہے) تاکہ (سارا) مال (صرف) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے (بلکہ معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے۔

سوال نمبر9:۔اسلامی تجارت میں وسائل کے بے جا اسراف کی ممانعت کی اہمیت بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ نے مادی وسائل کے فضول خرچ کیے جانو ناپسند فرمایا ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو کہ بیشک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

پھر فرمایا:

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا

ترجمہ: اور قرابت داروں کو ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں اور مسافروں کو بھی دو اور اپنا مال فضول خرچی سے مت اڑاؤ۔

سوال نمبر10:۔اسلامی تجارت میں کالے دھن کو سفید کرنے کی ممانت کی اہمیت بیان کریں۔

کالے دھن کو سفید کرنا جسے منی لانڈرنگ بھی کہتے ہیں ناجائز ہے اور ناجائز ذرائع سے دولت کمانا حرام ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے کوئی تجارت ہو اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو

سوال نمبر11:۔اسلامی تجارت میں سرکاری حیثیت میں تحفے وصول کرنا کیسا ہے؟

سرکاری حیثیت سے دوسروں سے تحفے وصول کرنا ناجائز ہے کیونکہ ان کا آپ کو تحفہ دینا آپ کی حیثیت یا بااثر ہونے کی وجہ سے ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ، فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا، فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ.

ترجمہ: ہم جس کو کسی کام کا عامل بنائیں اور ہم اس کی کچھ روزی (تنخواہ) مقرر کر دیں پھر وہ اپنے مقررہ حصے سے جو زیادہ لے گا تو وہ (مال غنیمت میں) خیانت ہے۔

حضرت ابو حمید الساعدی سے مروی حدیث شریف میں بھی یہی نظریہ بیان فرمایا گیا ہے:

اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ، يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْأُتْبِيَّةِ، عَلَى صَدَقَةٍ. فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي. فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ فَيَأْتِي فَيَقُولُ: هَذَا لَكَ وَهَذَا لِي، فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَيَنْظُرُ أَيُهْدَى لَهُ أَمْ لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَأْتِي بِشَيْءٍ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تيعر

ترجمہ: بنی اسد کے ایک شخص کو صدقہ کی وصولی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے تحصیلدار بنایا، ان کا نام ابن الاتعبیہ تھا۔ جب وہ لوٹ کر آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ آپ لوگوں کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں دیا گیا ہے۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، اور فرمایا کہ اس عامل کا کیا حال ہو گا جسے ہم تحصیل کے لیے بھیجتے ہیں پھر وہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ میرا ہے۔ کیوں نہ وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر بیٹھا رہا ہوتا اور پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! عامل جو چیز بھی (ہدیہ کے طور پر) لے گا اسے قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے آئے گا۔ خواہ وہ بلبلاتا ہوا اونٹ ہو، ڈکارتی ہوئی گائے ہو یا منمناتی ہوئی بکری ہی کیوں نہ ہو۔

سوال نمبر 12:۔ اسلامی تجارت میں خریدی گئی اشیاء واپس کرنے کے حق کی اہمیت بیان کریں۔

بعض دوکانوں میں یہ لکھا اکثر نظر آتا ہے کہ، خریدا ہوا سامان واپس یا تبدیل نہ ہو گا، تاہم یہ ناقص اشیاء کی واپسی کے اختیار کے متضاد لگتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق، کسی بھی خریدار کو یہ پورا حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی ایسی شے کو واپس کر کے اپنی طرف سے ادا کردہ اس کی قیمت واپس لے لے جو ناقص، غیر معیاری اور اپنا کام کرنے سے عاری ہو۔ اور اگر کوئی فروخت کنندہ ناقص شے کی قیمت واپس کر کے اسے واپس نہ لے یا اسے تبدیل کر کے نہ دو نے تو اس کا یہ فعل اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے انکار اور دوسروں کا مال ناحق ہڑپ کرنے کے گناہ کے ارتکاب کے زمرے میں شمار ہو گا۔ ارشاد فرمایا:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ (اور تم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو۔)

سوال نمبر 13:۔ اسلامی تجارت میں قیمتوں کا تعین کے نظریہ کی اہمیت بیان کریں۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک دفعہ قیمتیں چڑھ گئیں، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے لیے ایک نرخ مقرر کر دیجئے! آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے، کبھی کم کر دیتا ہے اور کبھی زیادہ کر دیتا ہے، وہی روزی دینے والا ہے، اور مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب سے اس حال میں ملوں کہ کوئی مجھ سے جان یا مال میں کسی ظلم کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔

سوال نمبر 14:۔ اسلامی تجارت میں اعتماد کی اہمیت بیان کریں۔

اعتماد کی سوچ، راستبازی اور ایک دوسرے پر بھروسے کو جنم دینے والی ہے۔ فرمایا:

والذین ھم لامنتھم وعھدھم راعون (اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں)

اور پھر اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے لوگوں کو روز قیامت عطا کیے جانے والے اجر عظیم کے بارے میں مطلع فرماتے ہیں:

أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

ترجمہ: یہی لوگ (جنت کے) وارث ہیں یہ لوگ جنت کے سب سے اعلیٰ باغات (جہاں تمام نعمتوں، راحتوں اور قرب الٰہی کی لذتوں کی کثرت ہو گی ان کی وراثت (بھی) پائیں گے، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

سوال نمبر 15:۔ اسلامی تجارت میں وعدہ پورا کرنے کی اہمیت بیان کریں ۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین کو وعدہ پورا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (اور وعدہ پورا کیا کرو، بیشک وعدہ کی ضرور پوچھ گچھ ہو گی)

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ

ترجمہ: اور تم اللہ کا عہد پورا کر دیا کرو جب تم عہد کرو اور قسموں کو پختہ کر لینے کے بعد انہیں مت توڑا کرو حالانکہ تم اللہ کو اپنے آپ پر ضامن بنا چکے ہو، بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

عبداللہ بن ابو حمساء ﷺ کہتے ہیں کہ ''میں نے بعثت سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ سے ایک چیز خریدی اور اس کی کچھ قیمت میرے ذمے رہ گئی تو میں نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا کہ میں اسی جگہ اسے لا کر دوں گا، پھر میں بھول گیا، پھر مجھے تین (دن) کے بعد یاد آیا تو میں آیا، دیکھا کہ آپ اسی جگہ موجود ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے جوان! تو نے مجھے زحمت میں ڈال دیا، اسی جگہ تین دن سے میں تیرا انتظار کر رہا ہوں''۔

سوال نمبر 16:۔ اسلامی تجارت میں استغناء کی اہمیت بیان کریں۔

استغناء ایک ایسی دولت ہے جو کسی کے دل کو، مال و دولت یا مادی اشیاء کی کمی کے باوجود بھی غریب نہیں رہنے دیتی۔ جو لوگ بلا سوچے سمجھے دولت کے انبار اکٹھے کرتے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (تمہیں کثرت مال کی ہوس نے آخرت سے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے)

استغناء کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ

ترجمہ: اصل امیری بہت زیادہ دولت کا پاس ہونا نہیں، بلکہ اصل امیری تو دل کا امیر ہونا ہے۔

ایک طرف ایسے لوگ بھی بکثرت موجود ہیں جو ہر طرح کی آسائش کے ساتھ جی رہے ہیں، پھر بھی وہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مالی وسائل کی خواہش کرتے سنائی دیتے ہیں۔ وہ ایک مسلسل تکلیف میں مبتلاء ہیں اور اتنا بھی شعور نہیں رکھتے کہ ان کی نفسیاتی تکلیف اور بے چینی ان کی اپنی پیدا کردہ ہے۔ دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں، جو واقعی خوشحال ہیں اور خود کو قادر مطلق کی طرف سے ملنے والے اپنے حصے پر، باوجود بمشکل گزر اوقات کے لیے کافی ہونے راضی ہیں۔ دل کے امیر ہونے کے ناطے، یہ لوگ اپنی شگفتہ مزاجی کو برقرار رکھ پاتے ہیں۔ ان دوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں مندرجہ ذیل حدیث شریف میں ارشاد ہے، حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ

ترجمہ: ایک کامیاب شخص وہی ہے جس نے اسلام قبول کر لیا، اپنی ضروریات کے مطابق رزق حاصل کر پایا اور جو کچھ اسے خدا کی طرف سے دیا گیا اس پر راضی رہا۔

سوال نمبر 17:۔ اسلامی تجارت میں کسی کا اپنا حق چھوڑنا کی اہمیت بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا

ترجمہ: اور (اپنا) کھانا اللہ کی محبت میں خود اس کی طلب اور حاجت ہونے کے باوجود ایثاراً) محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں؛ (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو محض اللہ کی رضا کے لیے تمہیں کھلا رہے ہیں نہ تم سے کسی بدلے کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے خواہشمند ہیں۔

کاروبار کا ایک ہموار انداز میں راحت قلبی کے ساتھ چلنا ممکن ہو سکتا ہے کہ اگر کاروبار کرنے والے افراد اور ادارے اور وہاں کام کرنے والے، اپنے مفاد کی قربانی اور حق سے زیادہ کی ادائیگی کے اسلامی اخلاقی اصول کو اپنالیں۔ ایثار پسند افراد کو اس کا پختہ یقین ہوتا ہے کہ ان کی اس فراخدلی کا صلہ ان کے مالک اللہ تعالی کے ہاں موجود ہے۔

ایک بار ایک شخص کو اس کی وفات کے بعد جنت کے باغ میں داخل کیا گیا۔ جب اس سے اس پر اس عنایت کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے بتایا کہ وہ لوگوں کے ساتھ لین دین کرتا تھا اور اپنے ملازمین کو قرض خواہوں سے نرمی سے پیش آنے کی ہدایت کرر کھی تھی۔ اللہ تبارک و تعالی نے اسے اس کی نرمی کا صلہ اس کی بخشش کی صورت میں دیا۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا، قَالَ لِفِتْيَانِهِ: تَجَاوَزُوا عَنْهُ. لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا. فَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُ.

ترجمہ: ایک سوداگر لوگوں کو رقم ادھار دے دیا کرتا تھا۔ جب وہ کسی کے بارے میں یہ محسوس کرتا کہ وہ مشکل میں ہے تو وہ اپنے ملازمین سے کہتا کہ اس کے لیے آسانی پیدا کرو ہو سکتا ہے اللہ تبارک و تعالی ہمارے لیے آسانیاں پیدا فرمائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تبارک و تعالٰی نے اس کے لیے آسانیاں پیدا فرمادیں۔

سوال نمبر 18:۔ اسلامی تجارت میں عفو و در گزر کرنا کیسا ہے؟

اگر کوئی ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہے تو ہم فوری طوری پر اپنے اندر غصے کی ایک لہر کا اٹھنا محسوس کرتے ہیں اس وقت اپنے جذبات پر قابو پر خاموش ہو جانا عفو و در گزر کہلاتا ہے۔ اللہ تعالی نت ارشاد فرمایا:

الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں میں) خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے در گزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اُس شخص کو اپنی رحمت سے نوازیں جو خریدتے، بیچتے اور اپنے قرض کا تقاضا کرتے وقت نرم رویہ اپناتا ہو۔

مندرجہ بالا حدیث شریف میں خریدار کی طرف سے نرمی کے مظاہرے سے مراد خریدی جارہی شے کے معمولی نقص سے صرف نظر کرنا ہے۔ اللہ تبارک و تعالی سے محبت رکھنے والے اس کی صفات، جیسا کہ معاف کر دینا، مٹا دینا، بخش دینا اور مجرموں سے چشم پوشی کے رنگ میں رنگے جانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ صرفِ نظر، در گزر اور بخش دینے والے افراد اللہ تبارک و تعالی کی طرف سے اس کے اجر سے نوازے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 19:۔ اسلامی تجارت میں بوجھ سے نجات دلانا کیسا ہے؟

شریعت کی بنیاد اس اصول پر استوار ہے کہ لوگوں پر کوئی بوجھ نہ ڈالا جائے۔ فرمایا:

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

ترجمہ: اللہ نہیں چاہتا کہ وہ تمہارے اوپر کسی قسم کی سختی کرے لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ نہیں پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالی فرماتے ہیں:

هُوَ اجْتَبَٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (اس نے تمہیں منتخب فرمالیا ہے اور اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں)

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا، كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ

ترجمہ: جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ ان میں آسان چیزوں کو اختیار فرمایا، بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہوتا۔ اگر اس میں گناہ کا کوئی پہلو ہوتا تو حضور نبی اکرم ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے۔

سوال نمبر 20:۔اسلامی تجارت میں ایک مسلمہ تجارتی سودے کی شرائط بیان کریں۔

کوئی بھی تجارتی سودا ایک ایسا معاہدہ ہوتا ہے کہ جسے ان شرائط پر پورا اترنا چاہیے جو اللہ تعالی نے احکام کے ذریعے عائد فرمائی ہے۔ فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے کوئی تجارت ہو، اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو، بیشک اللہ تم پر مہربان ہے۔ اِنَّمَا الْبَیْعُ تجارت بیچنے والے اور خریدنے والے کی باہمی رضامندی سے ہی ہوتی ہے۔ اسلام کسی بھی خریدار کو کوئی شے زبردستی بیچنے سے بھی منع فرماتا ہے۔

اسلامی تجارت میں ایک مسلمہ تجارتی سودے کی سات شرائط ہیں:

1: رضامندی
2: معقولیت
3: فروخت کی جانے والی شے قانونی ملکیت ہونا چاہیے۔
4: فروخت کی جانے والی شے فروخت کنندہ کی ملکیت ہونا چاہیے۔
5: فروخت کنندک کو اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ بیچی گئی شے خریدار کے حوالے کر سکے۔
6: قیمت معلوم ہونا چاہیے۔
7: برائے فروخت شے کے بارے میں معلومات عام ہونا چاہیے۔

تفصیلی سوالات

1. اسلامی تجارت کے اہم نکات تحریر کریں۔
2. ایک مسلمہ تجارتی سودے کی شرائط کی وضاحت تحریر کریں۔

باب نمبر 9: قرض لینے اور دینے کے بارے میں شرعی قوانین

سوال نمبر 1:۔آیت مداینت کا ترجمہ تحریر کریں۔

اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ مدت تک کے لیے آپس میں قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو، اور تمہارے درمیان جو لکھنے والا ہو اسے چاہئے کہ انصاف کے ساتھ لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے لکھنا سکھایا ہے، پس وہ لکھ دے (یعنی شرع اور ملکی دستور

کے مطابق وثیقہ نویسی کا حق پوری دیانت سے ادا کرے، اور مضمون وہ شخص لکھوائے جس کے ذمہ حق (یعنی قرض) ہو اور اسے چاہئے کہ اللہ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور اس (زیر قرض) میں سے لکھواتے وقت کچھ بھی کمی نہ کرے، پھر اگر وہ شخص جس کے ذمہ حق واجب ہوا ہے نا سمجھ یا ناتواں ہو یا خود مضمون لکھوانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کے کارندے کو چاہئے کہ وہ انصاف کے ساتھ لکھوا دے، اور اپنے لوگوں میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو، پھر اگر دونوں مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں (یہ) ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں تم گواہی کے لیے پسند کرتے ہو (یعنی قابل اعتماد سمجھتے ہو) تاکہ ان دو میں سے ایک عورت بھول جائے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے، اور گواہوں کو جب بھی (گواہی کے لیے بلایا جائے وہ انکار نہ کریں، اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اسے اپنی میعاد تک لکھ رکھنے میں اکتایا نہ کرو، یہ تمہارا دستاویز تیار کر لینا اللہ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف ہے اور گواہی کے لیے مضبوط تر اور یہ اس کے بھی قریب تر ہے کہ تم شک میں مبتلا نہ ہو سوائے اس کے کہ دست بدست ایسی تجارت ہو جس کا لین دین تم آپس میں کرتے رہتے ہو تو تم پر اس کے نہ لکھنے کا کوئی گناہ نہیں، اور جب بھی آپس میں خرید و فروخت کرو تو گواہ بنا لیا کرو، اور نہ لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے اور نہ گواہ کو، اور اگر تم نے ایسا کیا تو یہ تمہاری حکم شکنی ہو گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور اللہ تمہیں (معاملات کی) تعلیم دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔ **(البقرۃ:282/2)**

مذکورہ بالا آیت قرآنی، قرآن مجید کی طویل ترین آیت ہے جو ہمیں انتہائی قابل عمل ہدایات سے کاروباری اخلاقیات کا سبق دیتی ہے تاکہ بے یقینی کی کوئی گنجائش نہ رہنے دیں۔

سوال نمبر2:۔قرض دینے کا کیا اجر ہے؟

پیسے کی کمی کے شکار کسی فرد کو بلاسود قرض کی فراہمی ایک بہت بڑی نیکی کا کام ہے کیونکہ یہ کسی کی شدید مشکل سے اس کی فوری جان چھڑانے کا سبب بنتا ہے۔ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا: الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا ، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ، وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ.

ترجمہ: معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے، اور قرض کا اٹھارہ گنا، میں نے کہا: جبریل ! کیا بات ہے ؟ قرض صدقہ سے افضل کیسے ہے ؟ انہوں نے جواب دیا: اس لیے کہ سائل سوال کرتا ہے حالانکہ اس کے پاس کھانے کو ہوتا ہے اور قرض لینے والا قرض اس وقت تک نہیں مانگتا جب تک اس کو واقعی ضرورت نہ ہو۔

سوال نمبر3:۔قرض کی واپسی کے مطالبے کے آداب بیان کریں۔

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ طَالَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ وَافٍ أَوْ غَيْرِ وَافٍ

ترجمہ: جو کسی حق کا مطالبہ کرے تو شریفانہ طور پر کرے، خواہ وہ حق پورا پا سکے یا نہ پا سکے۔

نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے آپ مجھے سے عرض کیا کہ اس کی نماز پڑھا دیجیے۔ اس پر آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس پر کوئی قرض ہے ؟ لوگوں نے بتایا کہ نہیں کوئی قرض نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ میت نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا: کوئی مال بھی نہیں چھوڑا۔ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد ایک دوسرا جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے

عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ان کی بھی نمازِ جنازہ پڑھا دیجیے۔ آپ نے دریافت فرمایا: کسی کا قرض بھی میت پر ہے؟ عرض کیا گیا کہ ہے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا: کچھ مال بھی چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ تین دینار چھوڑے ہیں۔ آپ نے ان کی بھی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی نماز پڑھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق بھی وہی دریافت فرمایا، کیا کوئی مال ترکہ چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، اور اس پر کسی کا قرض بھی لوگوں نے کہا کہ ہاں تین دینار ہیں۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ پھر اپنے ساتھی کی تم ہی لوگ نماز پڑھ لو۔ حضرت ابو قتادہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! آپ ﷺ ان کی نماز پڑھا دیجیے، ان کا قرض میں ادا کر دوں گا۔ تب آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھائی۔

مندرجہ بالا حدیث مسلمانوں کو یہ ترغیب دیتی ہے کہ وہ اپنے ایسے مرنے والے دینی ساتھی کے ذمے قرض خود ادا کر دیا کریں جسے اپنی زندگی میں اسے ادا کر پانے کا موقع نہ مل سکا۔

اگر کوئی قرض ادا نہیں کرتا تو روز حساب اس کی نیکیوں کو اس کے کھاتے میں ڈال دیا جائے گا جس کا اس نے قرض دینا ہوگا اور اسے اس کا عذاب بھی برداشت کرنا ہوگا جب تک کہ اللہ غفور الرحیم اس کی بخشش نہ فرما دیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دِيْنَارٌ أَوْ دِرْهَمٌ قُضِيَ مِنْ حَسَنَاتِهِ لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ.

ترجمہ:۔ جو مر جائے اور اس کے ذمہ کسی کا کوئی دینار یا درہم ہو تو (قیامت میں) جہاں دینار اور درہم نہیں ہوگا اسے اس کی نیکیوں سے ادا کیا جائے گا۔

سوال نمبر 4:۔ تنگ دست کو مہلت دینا کیسا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

ترجمہ: اور اگر قرض دار تنگدست ہو تو خوشحالی تک مہلت دینی چاہیے اور تمہارا (قرض کو) معاف کر دینا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تمہیں معلوم ہو (کہ غریب کی دل جوئی اللہ کی نگاہ میں کیا مقام رکھتی ہے)

حضرت بریدہ اسلمی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، وَمَنْ أَنْظَرَهُ بَعْدَ حِلِّهِ كَانَ لَهُ مِثْلُهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ

ترجمہ: جو کسی تنگ دست کو مہلت دے گا تو اس کو ہر دن کے حساب سے ایک صدقہ کا ثواب ملے گا، اور جو کسی تنگ دست کو میعاد گزر جانے کے بعد مہلت دے گا تو اس کو ہر دن کے حساب سے اس کے قرض کے صدقہ کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک آدمی نے کبھی کوئی بھلائی کا کام نہیں کیا تھا لیکن وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، پھر اپنے قاصد سے کہتا: جو قرض آسانی سے واپس ملے

اسے لے لو اور جس میں دشواری پیش آئے، اسے چھوڑ دو اور معاف کر دو، شاید اللہ تعالی ہماری غلطیوں کو معاف کر دے، جب وہ مر گیا تو اللہ تعالی نے اس سے کہا: کیا تم نے کبھی کوئی خیر کا کام کیا؟ اس نے کہا: نہیں، سوائے اس کے کہ میرے پاس ایک لڑکا تھا، میں لوگوں کو قرض دیتا تھا جب میں اس لڑکے کو قرض واپس لینے کے لیے بھیجتا تو اس سے کہتا کہ جو آسانی سے ملے اسے لے لینا اور جس میں دشواری ہو، اسے چھوڑ دینا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص کسی مومن پر سے اس دنیا کی سختی دور کرے تو اللہ تعالی اس پر آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا اور جو شخص مفلس کو مہلت دے (یعنی اور آخرت میں آسانی کرے گا، جو شخص اس دنیا میں کسی مسلمان کا عیب چھپائے اپنے قرض کی واپسی کے لیے اس پر تقاضا اور سختی نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہے گا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ کے اس فرمان میں اپنے مسلمان بھائیوں کی مشکل وقت میں مدد کرنے، ان کی ناکامیوں اور کوتاہیوں کی پردہ پوشی کرنے، اور ان کی تکالیف کے خاتمے کی ہر ممکن کوشش کرنے جیسی نیکیوں کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس حدیث کا مقصد مسلمانوں کو باہمی محبت، ہم آہنگی اور اللہ کی خوشنودی کی بنیاد پر آپس میں جوڑتا ہے۔

سوال نمبر 5:۔ قرض کی بہتر انداز میں واپسی کیسے ممکن ہے؟

حضرت ابو ہریرہ سے سے روایت ہے:

اسْتَقْرَضَ رَسُولُ اللهِ سِنًّا فَأَعْطَى سِنًّا فَوْقَهُ، وَقَالَ: خِيَارُكُمْ مَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ قرض لیا پھر اس سے زیادہ اچھا اونٹ واپس دیا اور فرمایا: تم میں وہ لوگ بہتر ہیں جو قرض اچھی طرح سے ادا کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا تَقَاضَى رَسُوْلَ اللهِ وفَأَغْلَظَ لَهُ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا، ثُمَّ قَالَ: اشْتَرُوا لَهُ بَعِيرًا فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ، فَطَلَبُوهُ فَلَمْ يَجِدُوا إِلَّا سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ، فَقَالَ: اشْتَرُوهُ فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً.

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے (قرض کا تقاضہ کیا اور سختی کی، صحابہ نے اسے دفع کرنے کا قصد کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، کیونکہ حقدار کو کہنے کا حق ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے ایک اونٹ خرید کر دے دو، لوگوں نے تلاش کیا تو نہیں ایسا ہی اونٹ ملا جو اس کے اونٹ سے بہتر تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہی خرید کر دے دو، کیونکہ تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو قرض کی ادائیگی میں ہوں۔

سوال نمبر 6:۔ قرض کے معاہدے کے لیے فقہی شرائط بیان کریں۔

اسلام میں، قرض، جس کے لغوی معنی کسی کو کچھ بھی اسے یا اس کے برابر لوٹانے کے لیے دینا ہے، جائز ہے۔ قرض کے بارے میں مندرجہ ذیل قرآنی آیات ہیں:

وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ

پھر اگر وہ شخص جس کے ذمہ حق واجب ہوا ہے نا سمجھ یا ناتواں ہو یا خود مضمون لکھوانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کے کارندے کو چاہئے کہ وہ انصاف کے ساتھ لکھوا دے۔ایک جگہ پر فرمایا:

مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ

ترجمہ: یہ تقسیم بھی اس وصیت کے بعد (ہو گی) جو (وارثوں کو نقصان پہنچائے بغیر کی گئی ہو یا قرض کی ادائیگی) کے بعد۔

یہی ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنے والے مسلمان ایک دوسرے کو نقد رقوم یا مادی اشیاء اُدھار لے اور دے سکتے ہیں۔ بلکہ اللہ کے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفی ﷺ نے خود بھی اپنی حیاتِ مبارکہ میں قرض لیا تھا۔

قرض کے شرعی طور پر جائز حصول اور ادائیگی کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

1. قرض کے معاہدے کے فریقین ایسا معاہدہ کرنے کے اہل ہونا چاہئیں یعنی شرعی لحاظ سے بالغ العمر ہونا (نابالغ نااہل ہیں)، عاقل ہونا (کوئی مجہول، نادیوانہ اور دماغی خلل کا شکار نااہل ہے) اور اپنا فیصلہ کرنے میں خود مختار ہونا۔
2. شے یا رقم مخصوص ہو یا کسی خاص قسم کے اثاثے کی صورت میں غیر مخصوص ہو، جیسے کہ یہ تالاب یا ان کئی تالابوں میں سے ایک تالاب۔
3. اثاثہ شرعی لحاظ سے ملکیت بنائے جانے کے قابل ہو، لہذا کوئی بھی ایسی شے جس کا پاس رکھنا غیر قانونی ہو جیسے کہ نشہ آور اشیاء یا سور، قرض میں نہ لی جاسکتی ہے نہ دی جاسکتی ہے۔
4. کسی کا اپنی شے کے مالک ہونے کا حق موقوف نہیں ہو گا۔
5. ادھار لینے والا شے کو لازمی طور پر وصول کرے گا۔ اگر معاہدہ طے پا جائے لیکن اُدھار لینے والا وہ اثاثہ وصول نہ کرے تو ایسی صورت میں وہ اس شے کا مالک متصور نہیں ہو گا اور نہ ہی قرض دینے والا رقم کی پیشگی ادائیگی کا مطالبہ اُدھار کے معاملے میں فریقین میں سے کوئی بھی اپنی معقول شرائط اس میں داخل کروا سکتا ہے لیکن قرض دینے والا اس سے کوئی مادی فائدہ نہیں اُٹھائے گا اور اگر وہ کوئی فائدہ اُٹھاتا ہے اسے سود تصور کیا جائے گا۔
6. ادھار لینے والا اُدھار لی گئی شے کو اپنے پاس بحفاظت رکھے گا اور اسے اسی حالت میں واپس کرنے کا پابند ہو گا جس میں اس نے وصول کی تھی کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا ہے کہ وہ امانتوں کو ان کے مالکوں کو واپس کر دیں۔
7. اگر اُدھار لینے والا اُدھار لی گئی شے اس مقصد کے علاوہ کہ جس کے لیے اسے اُدھار لیا گیا ہو کسی اور مقصد کے لیے استعمال کرتا ہے اور اس دوران اس شے کو کوئی نقصان پہنچ جاتا ہے تو ادھار لینے والا اس شے کو بالکل ٹھیک کروا کر واپس کرے گا۔ اگر کوئی شے محتاط استعمال کے دوران کسی نقصان سے دوچار ہو تو پھر اُدھار لینے والا اس کا کوئی ہرجانہ نہیں بھرے گا۔

اُدھار لی جانے والی کسی شے یا رقم کو اُدھار لینے والا اسے وصول کرتے وقت اپنے دل میں یہ نیت کرے گا کہ وہ اُدھار کے معاہدے کی ہر شق پر صدق دل سے عمل کرے گا اور وہ شے یا رقم طے کردہ مدت کے اندر اُدھار دینے والے کو واپس کر دے گا۔ یہ ایک اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔

باب نمبر 10: اموالِ تجارت اور زکوٰۃ

سوال نمبر:۔ زکوٰۃ کا لغوی اصطلاحی مفہوم بیان کریں ۔ نیز مخصوص مال پر مخصوص عرصہ گزرنے کے بعد مخصوص مال مخصوص لوگوں تک کیسے پہنچایا جائے گا؟

عربی لفظ الزکوۃ کا لغوی معنی بڑھنا اور پھلنا پھولنا ہے۔ اس کا اطلاق خیرات کرنے پر اس لیے کیا گیا ہے کیونکہ جب کوئی اپنی دولت غریبوں کی ضروریات پوری کرنے پر خرچ کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کو اسی دنیا میں بھی اپنی برکتوں سے نوازتے ہیں اور آخرت میں بھی اس کا اجر عطا فرماتے ہیں۔ زکوۃ مسلمانوں پر ہجرت کے دوسرے سال، شوال کے مہینے میں فرض ہوئی۔ مسلمانوں کے لیے زکوۃ کوئی عمومی طور پر عائد کردہ ٹیکس نہیں ہے بلکہ یہ ایک مذہبی فرائضہ ہے۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ایک طرح کا اظہار محبت کا ذریعہ ہے۔ اس کی عملی شکل خیراتی کاموں میں شرکت اور معاشرے کے کمزور طبقات بشمول غربا، یتامیٰ اور بیوگان کا خیال رکھنا ہے۔ عام طور پر غیر مسلم اس کے بارے میں ایک غلط تاثر قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ سراسر بے بنیاد ہے۔

سوال نمبر:۔ زکوۃ کی اہمیت پر مضمون لکھیں ۔

زکوٰۃ اپنے بے شمار دیگر فوائد کے علاوہ کسی بھی معاشرہ کے وسائل سے مالا مال اور وسائل سے محروم افراد کے درمیان ایک بندھن کا کام بھی کرتی ہے۔ اس مفہوم کو قرآن حکیم کی یہ آیت واضح کرتی ہے؛

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ

ترجمہ: (یہ نظام تقسیم اس لیے ہے) تاکہ (سارا) مال (صرف) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے (بلکہ معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (اور ان کے اموال میں سائل اور محروم (سب حاجت مندوں) کا حق مقرر ہے)

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

ترجمہ: تم نماز (کے نظام) کو قائم رکھو اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کرتے رہو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی (مکمل) اطاعت بجالاؤ تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا

ترجمہ: اور نماز قائم رکھواور زکوۃ دیتے رہواور اللہ کو قرضِ حسن دیا کرواور جو بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجوگے اسے اللہ کے حضور بہتر اور اجر میں بزرگ تر پالوگے۔

سوال نمبر:۔نبی پاک نے مال کی حفاظت کا کیا طریقہ بیان فرمایا ہے؟

ایک مالدار مسلمان کے ذاتی مال و دولت پر زکوۃ جیسے لازمی فرض کی ادائیگی کے علاوہ اور حقوق بھی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (اوران کے اموال میں سائل اور محروم (سب حاجتمندوں) کا حق مقرر ہے)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ

ترجمہ: تم ہر گز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم (اللہ کی راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔

اپنے ارد گرد کے نادار افراد کی ضروریات کی کفالت کے ناگزیر ہونے کی شہادت ہمیں نبی برحق حضرت محمد ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمان سے ملتی ہے:

أَنَّ فِي الْمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ.(بیشک دولت پر زکوۃ (لازمی خیراتی عطیہ) کے علاوہ بھی محصول ہے)

سوال نمبر:۔اس کتاب میں زکوۃ کی کتنی اور کون سی اقسام بیان کی گئی ہیں؟

زکوۃ دو طرح کی ہے: مال کی زکوۃ اور جان کی زکوۃ یہ دونوں طرح کی زکوۃ مالدار مسلمانوں پر عائد کی گی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ

ترجمہ: اور نماز قائم رکھواور زکوۃ دیا کرواور رکوع کرنے والوں کے ساتھ (مل کر) رکوع کیا کرو۔

ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَءَاتُوا الزَّكَوٰةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

ترجمہ: اور نماز قائم (کیا) کرواور زکوۃ دیتے رہا کرواور تم اپنے لیے جو نیکی بھی آگے بھیجوگے اسے اللہ کے حضور پالوگے، جو کچھ تم کر رہے ہو یقیناً اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

سوال نمبر:۔زکوۃ کی ادائیگی سے نفس کو کیا فائدہ ملتا ہے؟

زکوۃ، اپنی کسی غرض سے الگ ہو کر خلوص دل سے ادا کرنے والے افراد کی روح کو دنیاداری کی آلائشوں سے پاک کرتی ہے۔اس مذہبی فریضے کی ادائیگی، اپنے ادا کرنے وال خود غرضی اور خود پسندی کے چنگل سے آزاد کر دیتی ہے۔فرمایا:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ

ترجمہ: اور اس (آگ) سے اس بڑے پرہیز گار شخص کو بچا لیا جائے گا، جو اپنا مال (اللہ کی راہ میں) دے دیتا ہے کہ (اپنے جان و مال کی) پاکیزگی حاصل کرے۔

خدائے بزرگ و برتر کے محبوب پیغمبر نے اپنے امتیوں سے اُن کے مال میں زکوۃ کی وصولی کے ذریعے ان کی پاکیزگی جان و مال کا سامان کر دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: آپ ان کے اموال میں سے صدقہ (زکوۃ) وصول کیجیے کہ آپ اس صدقہ کے باعث انہیں (ان کے گناہوں) سے پاک فرمادیں اور انہیں ایمان اور مال کی پاکیزگی سے) برکت بخش دیں اور ان کے حق میں دعا فرمائیں۔

سوال نمبر:۔فیاضی کیسے نصیب ہوتی ہے؟

انسان چونکہ بنیادی طور پر لالچی واقع ہوئے ہیں لہٰذا ان کے لئے پاکیزگی نفس ضروری تھا۔ایسے صاحبِ ایمان لوگ جو اپنی دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں وہ اپنی روحوں کو پاکیزہ رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔اور خیرات وزکوٰۃ کی ادائیگی انہیں فطری حرصِ مال کو قابو میں رکھنے کے قابل بناتی ہے۔

سوال نمبر:۔کیا زکوٰۃ سے اللہ سے محبت کی جانچ ہوتی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

ترجمہ: بے شک اللہ نے اہلِ ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال، ان کے لیے (وعدہ) جنت کے عوض خرید لیے ہیں۔

مزید ایک جگہ پر ارشاد فرمایا:

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ

ترجمہ: تم ہر گز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم (اللہ کی راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔

سوال نمبر:۔زکوۃ کا سماجی محور پر کیا فائدہ ہے؟

غرباء کو زکوۃ کی ادائیگی انہیں وقار کے ساتھ اور عزت نفس کے مجروح ہوئے بغیر اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے قابل بناتی ہے؟ یوں یہ سماجی اور مذہبی اقدار کی بحالی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ایسا ایثار، غربت کی انتہائی شدید صورتحال سے نجات دلانے کے باعث، لوگوں کے دلوں کو جوڑنے کا کام کرتا ہے۔اگر مالی بدحالی کے شکار زیادہ مدت تک بے یار و مددگار چھوڑ دیے جائیں تو ان کے ایمان میں لغزش آسکتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا (غربت کفر کی طرف لے جاسکتی ہے)

سوال نمبر:۔کسی غریب کو زکوۃ کے ذریعے مشکل سے نکالنے کا کیا اجر ہے؟

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الْآخِرَةِ...وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ

ترجمہ: جو کوئی اپنے کسی مسلمان بھائی کی دنیاوی پریشانی دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور کرے گا۔۔۔اللہ اُس وقت تک اپنے اس بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

سوال نمبر:۔زکوۃ کا معاشی و معاشرتی فائدہ بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كَیۡ لَا یَكُوۡنَ دُوۡلَةًۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡكُمۡ

ترجمہ: (یہ نظام تقسیم اس لیے ہے) تاکہ سارا مال صرف) تمہارے مال داروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے (بلکہ معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے۔

سوال نمبر:۔کیا زکوۃ سے بھائی چارہ قائم ہوتا ہے؟

اپنے غریب ساتھیوں کی مدد صحیح معنوں میں بھائی چارے کو فروغ دینے کا سبب بنتی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ

ترجمہ: پھر (بھی) اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کرنے لگیں تو (وہ) میں تمہارے بھائی ہیں۔

سوال نمبر:۔زکوۃ کس پر فرض ہے؟

جو ایک پورا سال نصاب کے مساوی رقم کا مالک رہا ہو۔اس سلسلے میں نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

جو کوئی بھی دولت حاصل کرتا ہے اس پر زکوۃ صرف اسی صورت ہیں اسے (نصاب کے مساوی یا زائد رقم کے) اس کے پاس رہتے ہوئے ایک پورا سال گزر جائے

سوال نمبر:۔زکوۃ کس پر فرض ہے؟

زکوۃ کی ادائیگی کے لئے درج ذیل اوصاف کا حامل ہونا ضروری ہے:

1. وہ بالغ ہو یعنی شرعی طور پر مقرر بلوغت کی عمر کو پہنچ چکا ہو۔
2. وہ عقل رکھتا ہو (کسی ذہنی عدم توازن کا شکار نہ ہو)۔
3. وہ آزاد ہو، لہذا اعلام پر زکوۃ فرض نہیں۔
4. وہ ایک پورا سال نصاب کے مساوی رقم کا مالک رہا ہو۔

سوال نمبر:۔زکوۃ کا نصاب تحریر کریں۔

نصاب کی حد سونے کی 20 مثقال (87.48 گرام)، چاندی کی 200 درہم (تقریباً کی 5 اسواق (673.5 گرام)، اونٹوں کی 5 پھلوں 612.36 گرام)، غذائی اجناس اور اونٹ، گائیوں کی 5 گائیں اور بھیڑوں کی 40 بھیڑیں مقرر کی گئی ہے۔اسی حساب سے باقی املاک کی مالیت کے حساب سے ان کے نصاب کی حد کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر:۔قرآن پاک نے زکوۃ کے کتنے مستحقین بیان کیے ہیں؟

1: غریب　　2: مفلس ونادار ضرورت مند　　3: عاملین زکوۃ (جو زکوۃ و خیرات اکٹھی کرنے پر مامور ہیں)۔

4: مولفہ القلوب (وہ جن کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کرنا مقصود ہو)۔　　5: قیدی

6: مقروض 7: فی سبیل اللہ 8: مسافر

سوال نمبر:۔ زکوۃ کہاں تقسیم کرنا اولیٰ ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

ترجمہ: بیشک صدقات (زکوۃ) محض غریبوں اور محتاجوں اور ان کی وصولی پر مقرر کیے گئے کارکنوں اور ایسے لوگوں کے لیے ہیں جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنا مقصود ہو؛ اور مزید یہ کہ) انسانی گردنوں کو غلامی کی زندگی سے) آزاد کرانے میں، اور قرض داروں کے بوجھ اُتارنے

میں، اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر (زکوۃ کا خرچ کیا جانا حق ہے) یہ سب اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے۔ اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

سوال نمبر:۔ غریب رشتہ دار کو زکوۃ دینے کا کیا اجر ہے؟

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَعَلَى ذِي الْقَرَابَةِ اثْنَتَانِ، صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ

ترجمہ: سلمان بن عامر ضبی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین و فقیر کو صدقہ دینا (صرف) صدقہ ہے، اور رشتہ دار کو صدقہ دینا دو چند ہے، ایک صدقہ اور دوسری صلہ رحمی۔

زکوۃ ادا کرنے والوں کو سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں اور ہمسایوں کا خیال کرنا چاہیے، کیونکہ زکوۃ کے لیے مختص کردہ رقوم پر ان کا حق سب سے پہلے ہے۔

سوال نمبر: کیا حرام مال سے زکوۃ دینے میں کوئی اجر ہے؟

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَدَّيْتَ الزَّكَاةَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ. وَمَنْ جَمَعَ مَالًا حَرَامًا، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ، لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِ أَجْرٌ، وَكَانَ أَجْرُهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: ناجائز ذرائع سے تم زکوۃ ادا کرتے ہو تو اپنا ایک فرض پورا کرتے ہو۔ اگر کوئی) جب دولت اکٹھی کرتا ہے اور پھر اسے خیرات کر دیتا ہے تو اسے اس کا کوئی اجر نہیں میں ملے گا۔

سوال نمبر:۔ سونا چاندی کا نصاب بیان کریں ۔

سونے کا نصاب (کم از کم مقدار کی حد جس کے مساوی ہونے پر زکوۃ فرض ہو جاتی ہے) 87.48 گرام اور چاندی کا نصاب 612.36 گرام ہے۔

سوال نمبر:۔ نقدی میں نصابِ زکوۃ بیان کریں۔

زر نقد کی وہ مقدار جو عند الشرع مقررہ نصاب کے مساوی ہو جائے، زکوۃ کے فرض ہو جانے کا باعث بنتی ہے۔ نقدی کا نصاب اس وقت کے سونے یا چاندی کے نصاب کی قیمت کے حساب سے معلوم کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر:۔ مضاربہ کی بنیاد پر قائم فنڈ پر زکوۃ ہے یا نہیں؟

مضاربہ کا مطلب منافع پر باہمی رضامندی سے شراکت ہے۔اسلامی بینک مضاربہ کو ایک سرمایہ کاری کے طریقے کے طور پر اپنا رہے ہیں۔ مضاربہ کی بنیاد پر قائم فنڈ پر زکوۃ ان کی مالیت کے نصاب کے مطابق ہونے پر 2.5 فیصد کی شرح سے عائد ہوتی ہے۔

سوال نمبر:۔ صکوک اسلامی بانڈ پر زکوۃ ہے یا نہیں؟

صکوک: ایسے سرٹیفکیٹ ہیں جن میں ہر ایک صک کسی ٹھوس مادی اثاثے یا زیادہ تر مادی اثاثوں کے کسی گروپ یا کسی کاروباری ادارے کی نمائندگی کرتا ہو۔ یہ اثاثے کسی مخصوص منصوبے یا سرمایہ کاری کے کام میں شریعت کے قوانین اور ضابطوں کے مطابق زیر استعمال بھی ہو سکتے ہیں۔ ہر طرح کے صکوک (اثاثوں کے سرٹیفکیٹوں) پر زکوۃ کی ادائیگی فرض ہے۔

سوال نمبر؛۔ حصص، بانڈز اور سرکاری تمسکات پر زکوۃ ہے یا نہیں؟

حصص، بانڈز اور سرکاری تمسکات پر ان کی مالیت کے نصاب کے مساوی اور ایک سال کی مدت پوری ہونے پر 2.5 فیصد کی شرح سے زکٰوۃ کی ادائیگی فرض ہو گی۔

سوال نمبر:۔ قیمتی دھاتوں اور جواہرات پر زکوۃ ہے یا نہیں؟

قیمتی دھاتوں اور جواہرات کی مارکیٹ میں ان کی قیمت کے حساب سے معلوم کردہ مالیت جب قابل زکوۃ ہو تو ان پر مالیت کے 2.5 فیصد کے برابر زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔

سوال نمبر:۔ قرضوں پر زکوۃ کے مسائل بیان کریں۔

1. اگر کسی مسلمان کے پاس قابل زکوۃ دولت موجود ہو لیکن اس پر کچھ قرض بھی واجب الادا ہو تو پہلے وہ قرض کی رقم کل مالیت سے منہا کرے گا۔ پھر اگر باقی رقم قابل زکٰوۃ ہو تو اس پر 2.5 فیصد کی شرح سے زکٰوۃ ادا ہو گی۔
2. ایسے قرض پر بھی زکوۃ فرض ہو گی جو آپ پر واجب الادا ہو لیکن آپ کو یقین ہو کہ آپ اسے ادا کر دیں گے۔
3. علاوہ ازیں مسلمان کا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی طرف واجب الادا رقم، خواہ کسی ذاتی ضرورت کے لیے وقتی طور پر لیا گیا قرض ہو یا کاروبار میں لگانے لیے، میں سے بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔

سوال نمبر:۔ عشر کسے کہتے ہیں اس کی شرح بیان کریں ۔

زکوۃ ہی کی طرح، کاشت کردہ زمین کی پیداوار پر اس کے دسویں حصے کی شرح سے عشر عائد کیا گیا ہے۔اسلامی قانون کی رو سے یہ کسی بھی زرعی پیداوار پر ایک قطعی بندش ہے۔ بارانی یا قدرتی چشموں سے سیراب ہونے والی زمین کی زرعی پیداوار کا دسواں حصہ (عشر) جب کہ کنوؤں یا دیگر مصنوعی ذرائع سے سیراب کی جانے والی زمین کی زرعی پیداوار کا بیسواں حصہ (نصف عشر) بطور زکٰوۃ ادا کیا جانا فرض قرار دیا گیا ہے کہ درج ذیل آیت قرآنی کی رو سے زمین سے حاصل کردہ فصلوں پر عشر عائد کیا گیا ہے:

وَءَاتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ

ترجمہ: جب یہ درخت پھل لائیں تو تم ان کے پھل کھایا (بھی) کرو اور (کھیتی اور پھل) کے کٹنے کے دن اس کا (اللہ کی طرف سے مقرر کردہ) حق (بھی) ادا کر دیا کرو اور فضول خرچی نہ کیا کرو۔ بیشک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

سوال نمبر:۔ اونٹوں کا نصابِ زکوۃ بیان کریں۔

تعداد	کتنی زکوۃ ادا ہوگی
1تا4 اونٹ	کوئی زکوۃ نہیں
5تا9 اونٹ	ایک بھیڑ
10تا14 اونٹ	دو بھیڑیں
15تا19 اونٹ	تین بھیڑیں
20تا24 اونٹ	چار بھیڑیں
25تا35 اونٹ	ایک سال سے بڑی عمر کی ایک اونٹنی۔
36تا45 اونٹ	دو سال سے بڑی عمر کی ایک اونٹنی۔
46تا60 اونٹ	تین سال سے بڑی عمر کی ایک اونٹنی۔
61تا75 اونٹ	چار سال سے بڑی عمر کی ایک اونٹنی۔
76تا90 اونٹ	دو سال سے بڑی عمر کی دو اونٹنیاں۔
91تا120 اونٹ	تین سال سے بڑی عمر کی دو اونٹنیاں
120 سے زائد اونٹ	ہر چالیس اونٹوں پر دو سال سے بڑی عمر کی ایک اونٹنی، اور ہر پچاس اونٹوں پر تین سال سے بڑی عمر کی ایک اونٹنی۔

سوال نمبر:۔ گائے بھینسوں پر زکوۃ کا نصاب بیان کریں۔

تعداد	کتنی زکوۃ ادا ہوگی
1تا29 گائیں یا بھینسیں	کوئی زکوۃ نہیں
30 تا39 گائیں یا بھینسیں	ایک سال عمر کی ایک گائے یا بیل
40تا59 گائیں یا بھینسیں	دو سال عمر کی ایک گائے یا بیل
60تا69 گائیں یا بھینسیں	ایک سال عمر کی دو گائے یا بیل
70تا 79 گائیں بھینسیں	ایک سال عمر کی ایک گائے یا بیل اور دو سال عمر کی ایک گائے یا بیل
80تا 89 گائیں یا بھینسیں	دو سال عمر کی دو گائیں یا بیل

90تا99 گائیں یا بھینسیں	دو سال عمر کی تین گائیں یا بیل

سوال نمبر:۔ بھیڑ بکریوں پر زکوۃ کا نصاب بیان کریں۔

تعداد	کتنی زکوۃ ادا ہو گی
1تا39 بھیڑیں یا بکریاں	کوئی زکوۃ نہیں
40تا120 بھیڑیں یا بکریاں	ایک بھیڑ یا بکری
121تا200 بھیڑیں یا بکریاں	دو بھیڑیں یا بکریاں
201تا 300 بھیڑیں یا بکریاں	تین بھیڑیں یا بکریاں

سوال نمبر:۔مال تجارت اور سٹاک پر زکوۃ کے مسائل تحریر کریں۔

ایک سال سے زائد مالک کے پاس موجود تجارتی مال یا اشیاء اور ان کے سٹاک پر زکوۃ کے عائد ہونے کے مسئلے پر مسلم فقہا ایک رائے کے حال نہیں ہیں۔ایسے سٹاک کے حوالے سے شریعت کے مندرجہ ذی قواعد وضوابط قابل قدر اور مفید ثابت ہو سکتے ہیں :

1. وہ اشیاء جو فروخت کرنے کے لیے حاصل کی جاتی ہیں سٹاک کہلاتی ہیں جب کوئی شخص کوئی عمارت یا جائیداد اسے ہی کر نفع کمانے کے لیے خریدتا ہے تو اس پر زکوۃ کی ادائیگی قرض ہوتی ہے، لیکن اگر یہ جائیداد ذاتی استعمال کے لیے خریدی جائے تو اس پر زکوۃ نہیں لگے گی۔
2. تجارتی مال پر موجودہ بازاری بھاؤ کے حساب سے اس کی کل مالیت پر زکوۃ ادا کی جائے گی۔
3. گھریلو یا کاروبار کی جگہ کا فرنیچر جسے ذاتی استعمال کے لیے رکھا گیا ہو پر زکوۃ لاگو نہیں ہو گی۔اسی طرح ایسی مشینری جو کسی سامان کی تیاری میں مستعمل ہو سٹاک کی تعریف پر پورا نہیں اترتی لہذا اس پر بھی زکوۃ کی ادائیگی کے حکم کا اطلاق نہیں ہو گا۔
4. فیکٹریوں میں تیار کردہ سامان پر زکوۃ کی ادائیگی لازم ہو گی۔
5. ایسی کسی صورت میں کہ جب کسی کے پاس سونے اور چاندی کا بنا تجارتی مال موجود ہو لیکن ان کی انفرادی مالیت نصاب سے کم ہو لیکن اگر مجموعی مالیت حساب لگایا جائے تو یہ نصاب کے مساوی یا رانہ ہو تو پھر مجموعی نصاب کے مطابق رکوۃ کی ادائیگی فرض ہو گی۔

سوال نمبر:۔کسی شے پر زکوۃ کب فرض ہوتی ہے؟

کسی بھی مسلمان پر ایسی کسی بھی شے کی زکوۃ نکالنا کہ جو کم از کم ایک سال سے اس کے قبضے میں ہو مندرجہ ذیل شرائط کے پورا ہونے پر فرض ہو جاتا ہے:

1. شے بیچنے کی نیت سے خریدی گئی ہو۔
2. مالک نے اسے منافع حاصل کرنے کی غرض سے خرید کر رکھ چھوڑا ہو۔

باب نمبر 11:اسلام میں کاروباری منصوبہ سازی اور مارکیٹنگ

سوال نمبر:۔آیات مقدسہ سے پلاننگ کی اہمیت واضح کریں۔

ہر کاروباری ادارہ اپنے اہداف کے حصول کے لیے حصول اہداف کی منصوبہ بندی کو بروئے کار لاتا ہے جب یہ اپنی ترجیحات کا تعین کر دیتا ہے تو اس میں کام کرنے والے تمام افراد کی توجہ اپنے اہداف کے حصول پر مرکوز ہوتی ہیں اسلام اپنے ماننے والوں کو ایک ایسے نظم وضبط سے مزین کی زندگی گزارنے کا سبق دیتا ہے جو انہیں کچھ کر دکھانے کے قابل کرتا ہے اسلام کی مقدس کتاب قرآن کریم میں بے شمار مثالوں سے ایمان والوں کو منصوبہ سازی یا مستقبل میں ممکنہ درپیش مسائل سے نمٹنے کے پیشگی انتظامات کر رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ مندرجہ ذیل آیات مبارکہ اسی طرز عمل کی تصدیق کرتی ہیں: اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا :

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ

ترجمہ: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس سے پھل نکالے جن کے رنگ جداگانہ ہیں اور (اسی طرح) پہاڑوں میں بھی سفید اور سرخ گھاٹیاں ہیں ان کے رنگ (بھی) مختلف ہیں اور بہت گہری سیاہ (گھاٹیاں) بھی ہیں ۔

اللہ تعالی اجرام فلکی کا جو اتنا بڑا نظام چلاتے ہیں اس کے لیے انہوں نے راہ عمل متعین فرما رکھی ہے جس سے کوئی ایک شے بھی ادھر ادھر نہیں جا سکتی ۔فرمایا :

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ

ترجمہ: اس نے آسمانوں اور زمین کو صحیح تدبیر کے ساتھ پیدا فرمایا وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اسی نے سورج اور چاند کو ایک نظام میں مسخر کر رکھا ہے ہر ایک ستارہ اور سیارہ مقررہ وقت کی حد تک اپنے مدار میں چلتا ہے خبردار وہی پورے نظام پر غالب بڑا بخشنے والا ہے۔

رسول مکرم حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ سے بھی ہمیں آپ کی زندگی کے نظم وضبط کی پابند ہونے اور کسی بھی بڑی مہم کے آغاز سے قبل ان کی جزئیات کو زیر غور لانے کے حوالے ملتے ہیں غزوہ احد کے آغاز سے قبل حضور پاک نے اپنے صحابہ کے ایک دستے کو ایک مورچے پر متعین فرما دیا تھا قرآن مجید میں اس جنگی حکمت عملی کا ذکر کچھ اس طرح سے آیا ہے۔ فرمایا:

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ: اور وہ وقت یاد کیجیے ج جب آپ صبح سویرے اپنے در دولت سے روانہ ہو کر مسلمانوں کو غزوہ احد کے موقع پر اہل مکہ کے جار فوجوں کے خلاف دفاعی جنگ کے لیے مورچوں پر ٹھہرا رہے تھے۔

جب بھی کبھی آپ ﷺ کفار کی کسی قبیلے سے کوئی امن کا معاہدہ کرنے لگتے ہیں تو اس کی تیاری میں چھوٹی سے چھوٹی تفصیلات کو بھی نظر انداز نہ فرمایا کرتے تھے۔

سوال نمبر:۔ حصول کاروبار کے لیے اہداف کی منصوبہ سازی کی اہمیت قرآنی آیات سے واضح کریں۔

تنظیموں کے لیے یہ لازمی ہوتا ہے کہ وہ اپنے اہداف کے حصول کے لیے منصوبہ سازی اور پھر اس پر عمل درآمد کریں اس جہان فانی کے معاملات کے بارے میں عمومی باتوں کی سمجھ بوجھ کے حصول کی کوششوں کی تائید ہمیں قرانی آیات سے ملتی ہے قرآن مجید کے مندرجہ ذیل اقتباس

میں اللہ تبارک وتعالی ہمیں اپنی تخلیقات کا مشاہدہ کرنے اور ان پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں کیونکہ ساری کائنات میں بکھرے ہوئے قدرتی مظاہر میں اپنی عقل سے کام لینے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں ۔فرمایا:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ

ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کی گردش میں اور ان جہازوں اور کشتیوں) میں جو سمندر میں لوگوں کو نفع پہنچانے والی چیزیں اُٹھا کر چلتی ہیں اور اس (بارش) کے پانی میں جسے اللہ آسمان کی طرف سے اُتارتا ہے پھر اس کے ذریعے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے (وہ زمین) جس میں اس نے ہر طرح کے جانور پھیلا دیے ہیں اور ہواؤں کے رُخ بدلنے میں اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان (حکم الٰہی کا) پابند (ہو کر چلتا) ہے (ان میں) عقلمندوں کے لیے (قدرت الٰہی کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

مذکورہ آیت ِ مبارکہ ہمیں یہ باور کراتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالی اس کائنات کو کس قدر ایک منظم اور مربوط نظام کے تحت چلا رہے ہیں۔ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے کاروبار کو ترقی کی معراج تک لے جانے کے لیے ایک راہ عمل طے کریں۔ایسی کمپنیاں جو اپنے کاروباری اہداف کو سادہ اور سہل بنا لیتی ہیں وہ اس کا پھل بھی ضرور پا لیتی ہیں۔وہ پائیدار معاشی ترقی کے مقصد کو حاصل کر سکتی ہیں۔ان کے ملازمین خود کو کمپنی کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔اوپر سے نیچے تک کا سارا عملہ ایک ہی سمت میں رواں ہوتا ہے لہٰذا وہ اپنی نظریں اپنے ہدف پر مرکوز رکھتے ہیں۔یہی آنے والے وقت کا پیشگی ادراک، کسی بھی کاروباری ادارے کو طویل مدتی ترقی کی راہوں پر گامزن ہونے اور اسے حاصل کر لینے کے قابل بناتا ہے۔

سوال نمبر:۔اسلام میں مارکیٹنگ کے اصول بیان کریں۔

چونکہ اسلام صرف مذہب ہی نہیں ایک دین ہے لہذا انسانیت کو ایسے تمام ضابطوں کا درس دیتا ہے جو زندگی کو بامقصد بنانے کے لیے ضروری ہیں اسلام تجارت کو انسانی زندگی کو مستحکم انداز میں جاری رکھنے کے اہم عوامل میں سے ایک مانتا ہے کسی بھی کاروبار کی کامیابی کے لیے ہر تاجر گاہکوں کی توجہ اپنی طرف مبزول کروانے کے لیے اس کی تشہیر کی ضرورت ہوتی ہے۔تاہم مارکیٹنگ کا ضابطہ اخلاق مغربی تشہیری مہمات کی پیروی کی بجائے اسلام کے بنیادی ماخذ کی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کیا جانا چاہیے ۔اسلامی نقطہ نظر سے مارکیٹنگ کے بعض اہم قواعد وضوابط کی تفصیل درج ذیل ہے:

1.سچ سے وابستگی:

کاروباری حضرات کو اپنے سامانِ تجارت کی تشہیر کے وقت سچ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔انہیں اپنے بیچنے کی غرض سے پیش کیے جانے والے مال کی خوبیوں کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کروانا چاہیے اور اس کے خریداروں کو درکار تمام تر معلومات بہم پہنچانا چاہیے۔وہ جو کچھ بھی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اُجاگر کریں وہ فروخت کیلئے پیش کی جانے والی مصنوعات یا خدمات حقائق پر مبنی تفصیلات پر مشتمل ہونی چاہئیں۔ہو سکتا ہے کوئی بھی، جھوٹ بول کر فوری فائدہ تو حاصل کر لے لیکن ایسا کرنا اسے برکات سے محروم کر دے گا۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، أَوْ قَالَ: حَتَّى يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

ترجمہ: خریدنے اور بیچنے والوں کو اس وقت تک (سودا ختم کر دینے کا اختیار ہے جب تک دونوں جدا نہ ہوں یا (آپ ﷺ نے فرمایا ان کے جدا ہونے تک) پس اگر دونوں نے سچائی سے کام لیا اور ہر بات صاف صاف کھول دی تو ان دونوں کی خرید و فروخت میں برکت ڈال دی جائے گی، لیکن اگر ان دونوں نے کوئی بات چھپا رکھی اجھوٹ بولا تو ان کی خرید و فروخت سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

2. موسیقی اور گانے کی ممانعت:

چونکہ تشہیر اور مارکیٹنگ قانونی معالات ہیں لہذا ان میں ایسا کچھ بھی شامل نہیں ہونا چاہیے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ممنوع قرار دیا ہو۔ موسیقی اور گانا بجانا جو مغربی طرزِ تشہیر اور مارکیٹنگ کا خاصا ہے مسلمانوں کو اپنی تشہیری مہمات کو ایسی لغویات سے پاک رکھنا چاہیے۔ قرآن پاک ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی و نافرمانی سے منع فرماتا ہے۔

اسی لیے مسلمانوں کو اپنی مصنوعات یا سامان تجارت کی تشہیر اور ذرائع ابلاغ پر اسے عام لوگوں میں متعارف کرانے کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ناراضی مول لینے سے بچنا چاہیے۔

3. ایمانداری:

اگر آپ تشہیر میں صاف گوئی سے کام لیں گے اور کسی بھی قسم کی مخرب اخلاق مبالغہ آرائی سے پرہیز کریں گے تو آپ کی یہ راست بازی، دیانتداری، کھلا اور کھرا پن مارکیٹ میں آپ کی ایک ساکھ بنانے کا کام کرے گا۔ آپ کے کاروبار میں ضرور برکت پڑے گی۔ ایک حدیث شریف میں ہمیں اپنی ساکھ کھو دینے سے ان الفاظ میں متنبہ کیا گیا ہے۔ فرمایا:

ایک بار ایک بدو حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے کچھ توقف کے بعد فرمایا:

السَّاعَةَ فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ

ترجمہ؛ جب امانت کو ضائع کیا جانے لگے (یعنی ایمان داری ختم ہونے لگے) تو قیامت قائم ہونے کا انتظار کر۔

4. عورتوں کا بے جا استعمال:

مغربی میڈیا کی اندھی تقلید کے رسیا بعد اسلامی معاشروں میں مارکیٹنگ کے منتظم بھی کسی منصوبہ شے کی تشہیر میں عورت کے کردار کو خام خواہ شامل کرنے کے شکیل ہوتے ہیں وہ ایسا کرتے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ جس مصنوعہ کے اشتہار میں وہ کوئی عورت دکھا رہے ہیں اس شے کا عورتوں کے اسے استعمال کرنے کا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہوتا ایسی اخلاق سے گری ہوئی مارکیٹنگ کی اسلام میں کسی گنجائش کے نہ ہونے کی تائید قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے ہوتی ہے:

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ

ترجمہ: آپ مومن مردوں سے فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہ ان کے لیے بڑی پاکیزہ بات ہے۔ بیشک اللہ ان کاموں سے خوب آگاہ ہے جو یہ انجام دے رہے ہیں۔ اور آپ مومن عورتوں سے فرمادیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا

کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش و زیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے (اسی حصہ) کے جو اس میں سے خود ظاہر ہوتا ہے اور وہ اپنے سروں پر اوڑھے ہوئے دوپٹے (اور چادریں) اپنے گریبانوں اور سینوں پر (بھی) ڈالے رہا کریں اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کو (کسی پر) ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (ہم مذہب، مسلمان) عورتوں یا اپنی مملوکہ باندیوں کے یا مردوں میں سے وہ خدمت گار جو خواہش و شہوت سے خالی ہوں یا وہ بچے جو کم سنی کے باعث ابھی) عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے آگاہ نہیں ہوئے (یہ بھی مستثنیٰ ہیں) اور نہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں (زمین پر اس طرح مارا کریں کہ (پیروں کی جھنکار سے ان کا وہ سنگھار معلوم ہو جائے جسے وہ حکم شریعت سے) پوشیدہ کیے ہوئے ہیں۔

5. فحاشی کی ممانعت:

جنسی خواہش کو ابھارنے والے مناظر کا کسی بھی قسم کی مصنوعات یا سامان نے تجارت کی تشہیر سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے اس ساری کائنات کے خالق اللہ تعالیٰ کی نظر میں فحش اشتہارات ایک جرم ہے کاروبار کو بڑھانے کے لیے کسی ماڈل کا مختصر ترین لباس میں دکھایا جانا قطعی ضروری نہیں ہوتا ایسا اس کے بغیر بھی ممکن ہے شرم و حیا کی پاسداری بنی نوع انسان کی دونوں اصناف مرد اور عورت پر یکساں طور پر فرض کی گئی ہے

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم نے ان سے فرمایا:

لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ، وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ

ترجمہ: تم اپنی ران کسی کو نہ دکھاؤ اور نہ کسی زندہ یا مردہ کی ران دیکھو۔

باب نمبر 12: بینکاری اور مالیات کا اسلامی نظام

سوال نمبر:۔ اسلامی بینکاری سے کیا مراد ہے؟

اسلامی بینکنگ ایک ایسا مالیاتی نظام ہے جسے اسلامی قوانین یا شریعت کے مطابق چلایا جاتا ہے۔ اس میں سارا لین دین سود سے پاک ہوتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر مالیاتی خدمات کی فراہمی کا ایک ایسا مبنی بر اخلاقیات طریقہ ہے جو اسلامی نظام معیشت کے مقاصد کے حصول میں مدد دیتا ہے کا ایک اسلامی بینک کی طرف سے فراہم کردہ خدمات کی بنیاد مالیاتی لین دین میں نفع و نقصان میں شرکت کے اسلامی اصول پر رکھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی بینکوں کو عام طور پر نفع و نقصان میں شریک بینکوں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر:۔ O.I.C (او۔آئی۔سی) کے مطابق اسلامی بینکنگ کیا ہے؟

اسلامی بینکنگ ایک ایسا مالیاتی ادارہ ہوتا ہے جس کی حیثیت قوانین اور طریق کار واضح طور پر اسلامی شریعہ کے اصولوں سے وابستگی کے مظاہر وں اور اس کے کسی بھی قسم کے لین دین کو سود سے قطعی طور پر پاک رکھا جاتا ہو۔

سوال نمبر:۔ اسلامی بینکاری اداروں کی عملی شکل کیا ہے؟

اسلامی بینکاری اب کئی صورتوں میں دستیاب ہیں۔ مثلاً: مکمل مالیاتی ادارے، روایتی بینکوں میں تعمیل شریعہ کا الگ شعبہ یا اسلامی ونڈوز، اور روایتی مالیاتی اداروں میں قائم کردہ اسلامی مالیاتی لین دین کے ذیلی ادارے۔

سوال نمبر:۔اسلامی بینکوں کے مقاصد کیا ہیں؟

اسلامی بینکوں کا قیام لوگوں کو اپنی اصلاح کا موقع فراہم کرنے کے لیے عمل میں لایا گیا ہے۔مادی وسائل کو اس کے مالک اور باقی معاشرے کے لیے مفید ثابت ہونے کے خیال وجہ سے بروئے کار لانا چاہیے۔یہی وجہ ہے کہ شریعت کے احکامات کی تعمیل میں قائم کردہ بینک، بہت سی سماجی، اخلاقی اور مذہبی برائیوں کی جڑ، سود کو اپنے لیے شجر ممنوعہ قرار دیتے ہیں۔انہیں نفع اور نقصان میں شرکت کی بنیاد اور طریقہ کار کے مطابق چلایا جاتا ہے۔مزید برآں، اسلامی بینک صاحب ایمان افراد اور مسلمانوں کی تنظیموں کو اپنی دولت کی سرمایہ کاری کا سودی نظام کے متبادل ایک نیا نظام فراہم کرتے ہیں۔

سوال نمبر:۔اسلامی بینکوں کا معاشی ترقی میں کیا کردار ہے؟

اسلامی بینک مختلف معاشی شعبوں جیسا کہ صنعت، زراعت، تعلیم اور صحت میں سرمایہ کاری کرتے ہیں۔یہ کارآمد منصوبوں اور ہنر مند افراد کو کاروبار کے لیے قرض کی فراہمی سے غربت اور بیروزگاری کے خاتمے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

سوال نمبر:۔اسلامی بینکاری کے اہم اوصاف بیان کریں۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ مسلمان کھاتادار اسلامی بینکوں کی طرف سے پیش کردہ مالی تمسکات میں روایتی بینکوں کی ایسی پیشکشوں کی نسبت زیادہ دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں یہ اپنے ایمان کے حوالے سے محتاط کھاتے داروں کا اعتماد حاصل کرنے میں خاصی کامیابی سے ہمکنار ہوئے ہیں اسلامی بینک اپنے حریف روایتی بینکوں سے مقابلے میں کسی طرح پیچھے نہیں جارہے کیونکہ ان کے کھاتہ داروں کو بھی عام بینکاری کی خدمات، تعمیل شریعہ خدمات کے ہمراہ، دستیاب ہوتی ہیں۔ جیسے کہ اے ٹی ایم (ATM) مشینیں، قرض لینے کی سہولتیں اور کریڈٹ کارڈ وغیرہ۔اسلامی بینکاری کے اہم اوصاف درج ذیل ہیں:

1: سود کا خاتمہ
2: عوامی خدمات کے جذبہ سے سرشار
3: اکھٹی کی گئی رقوم کی سرمائہ کاری
4: کثیر المقاصد مالیاتی ادارے
5: سرمائے کی فراہمی کی درخواست کی محتاط جانچ

سوال نمبر:۔کیا اسلامی بینک کاری سے سود کا خاتمہ ممکن ہے؟

ربا(سود) قرآن مجید اور حدیث شریف دونوں کی تعلیمات کے مطابق، قطعی طور پر حرام ہے۔اس لیے کسی بھی اسلامی حکومت کا یہ مذہبی فرض ہے کہ وہ جتنا جلد ممکن ہو اپنے زیر انتظام معاشرے کو سود، جو کم ہو یا زیادہ، مفرد ہو یا مرکب، جامد ہو یا متحرک سے پاک کرے۔کسی بھی تعمیل شریعہ بینک کی پہلی خوبی تو یہی ہونا چاہیے کہ اس کا ہر کام پیشکش اور خدمت سود سے پاک ہو۔ایک سود کی ماری قوم مثالی خوشحالی کا منہ نہیں دیکھ سکتی کیونکہ اللہ تبارک وتعالی سود کی صورت میں لیے گئے منافع کو خوشحالی کی برکت سے نہیں نوازتے، جبکہ پاک کمائی کو اپنی برکات سے کئی گنا مفید بنا دیتے ہیں۔اسلامی بینک میں سودی نظام کے متبادل کے طور پر کھاتہ داروں کو نفع نقصان میں شرکت کی پیشکش کی جاتی ہے۔

سوال نمبر:۔اسلامی بینکاری کا مستقبل بیان کریں ۔

اسلامی بینکوں کی کارکردگی میں عالمی مالیاتی اداروں کی از سر نو دلچسپی کا آغاز تقریباً دس سال پہلے ہوا جب دنیا ایک معاشی بحران کی زد میں آ گئی تھی۔ سن 2008ء میں دنیا بھر کے روایتی مالیاتی ادارے ایک بحران کا شکار تھے، اس کے باوجود اسلامی مالیاتی خدمات کی صنعت کا پھیلاؤ 78 فیصد تھا۔ کیونکہ یہ ایک مکمل حل ہے، یہ ایسے غیر مسلموں کے لیے بھی پرکشش ہے جو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسلامی نظریے کے پاس ہی اخلاقیات کے سانچے میں ڈھلے ہوئے مالیاتی مسائل کے حل موجود ہیں۔ الغرض معاشی حوالے سے اپنی بے پناہ اہمیت کی وجہ سے یہ صرف اسلامی دنیا ہی نہیں بلکہ آج یورپ میں بھی یہ انتہائی تیزی سے فروغ پا رہی ہے۔ اگرچہ وہاں یہ تصور بہت زیادہ عام نہیں لیکن جلد ہی یہ پوری طرح وہاں اپنے قدم جمالے گی کیونکہ امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں بھی اسلامی بینکنگ اور فنانسنگ کا نظام متعارف کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یوں اس کے فوائد اب صرف اسلامی ممالک تک محدود نہیں رہے ہیں بلکہ دنیا بھر میں تسلیم کیے جا رہے ہیں۔ مزید برآں یورپی اسلامی سرمایہ کار بینک اور برطانوی اسلامی بینک جیسے کئی بڑے اسلامی مالیاتی ادارے ابھر کر سامنے آ رہے ہیں۔ تھائی لینڈ اور سنگاپور بھی انہی خطوط پر آگے بڑھ رہے ہیں اور ایشیاء میں ہانگ کانگ اور سنگاپور سب سے پرکشش اسلامی فنانس مارکیٹ کی شکل اختیار کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج اسلامی بینکنگ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں موجود اسلامی مالیات اور بینکنگ کی مشترکہ اقدار نے اسے غیر مسلموں کے لیے بھی قابل قبول بنا دیا ہے۔ دنیا بھر کے 51 اسلامی ممالک میں 500 سے زائد اسلامی بینک اور مالیاتی ادارے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں جس سے کروڑوں لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔

سوال نمبر:۔ سود سے پاک معاشی نظام کا ایک خاکہ بیان کریں۔

یہاں ہم چند ایک ایسی عملی ہدایات کا ذکر کریں جو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ہمیں اپنے کاروباروں کو سود کے چنگل سے نکالنے کے لیے دی ہیں:

1. بجٹ کے خسارے کو کم ترین سطح پر لایا جائے:

i. سب سے پہلے حکومت اپنے اخراجات میں کٹوتی کرے۔

ii. دوسرے، سرکاری ذرائع پر ناجائز اور غیر قانونی اخراجات کا بوجھ ختم کیا جائے۔

2. ذرائع آمدن میں اضافہ کیا جائے۔

i. انکم ٹیکس کے نظام کو نئے سرے سے مرتب کیا جائے۔

ii. موجودہ انکم ٹیکس کے نظام کے ذریعے محصولات اور آمدن کے ذرائع میں اضافہ ناممکن ہے کیونکہ اس کی وجہ سے نہ تو لوگ سچائی کا راستہ اپنا سکتے ہیں اور نہ ہی سود سے پاک معیشت کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

iii. موجودہ انکم ٹیکس کا نظام مکمل طور پر غیر حقیقت پسندانہ اور غیر منصفانہ ہے۔ اس کا کام محض حکمران مافیا کی تجوریاں بھرنا ہی بن گیا ہے اور انہیں قومی خزانے کو بھرنے کی کوئی پرواہ نہیں۔

اس کی جگہ ٹیکسوں کے نفاذ اور انہیں اکٹھا کرنے کے ایک موثر نظام کی تشکیل ضروری ہے۔ ایک ایسا نظام جو چھوٹے سے چھوٹے صنعتکار، تاجر اور کاروباری افراد کی خود سے اپنے ٹیکس کے گوشوارے داخل کرنے کی حوصلہ افزائی کرے۔ انہیں دوہرے کھاتے کی کتابیں مرتب کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ ایمانداری سے اپنے ٹیکس کی ادائیگی کے بعد ان پر ایسا کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنے جائز ذرائع آمدن چھپائیں یا ظاہر کریں یا انہیں کالا دھن رکھنے کی ترغیب ملے۔ انہیں اپنا مستقبل سنوارنے کے مواقع بھی دستیاب کیے جانا چاہئیں۔

3. حکومتی وسائل اور بجٹ کے غلط استعمال کو ختم کیا جائے۔

4. صوبائی حکومتوں اور دیگر حکومتی ذیلی اداروں کو دیئے جانے والے قرضوں پر سود ختم کر دیا جائے۔ قرض یا امداد کو سود کے مساوی رقم جتنا کم کر دیا جائے اس سے کوئی زیادہ فرق نہیں پڑے گا۔

5. سٹیٹ بینک آف پاکستان کو دیا جانے والا سود ختم کر دیا جائے۔

سٹیٹ بینک کو مختلف سرکاری خزانے کے بلوں پر سود دیا جاتا ہے جو کہ محض کاغذی کاروائی ہے مثال کے طور پر سن 1990 میں حکومت نے سٹیٹ بینک کو جو سود ادا کیا وہ کل وصولیوں کا 33 فیصد تھا سود کے خاتمے کے بعد حکومتی بجٹ کے خسارے میں خاطر خواہ کمی آجائے گی۔

تمت بالخیر